مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا	قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
او ترکر حرا سے سوئے قوم آیا	اور ایک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

ما بعد یہ حقیر پرتقصیر مسمی بہ عبد الرشید خلف جناب امیر مرزا لکھنوی عرض کرتا ہے کہ احقر کو ایک عرصہ سے شوق زیارت روضۂ منورہ آقائے نامدار قبلہ دارین معین الحق والدین حضرت خواجہ حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ ہزار ہزار شکر و احسان اُس خدائے برتر کا کہ اس نے بطفیل اپنے حبیب حضرت احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس ناچیز کو شرف زیارت روضۂ منورہ حضرت خواجہ بزرگ سے سرفراز فرمایا۔ مگر جب یہ ناچیز زیارت سے مشرف ہوا تو ایک دوسری دُھن سمائی کہ جسطرح ہوسکے ایک سوانح عمری حضرت آقائے نامدار سلطان الہند غریب نواز کے طیار کرنا چاہیے مگر اُس مین چند امور کا ضرور لحاظ بھی ہونا چاہیے

اول سوانح عمری حضور خواجہ بزرگ نہایت مستند کتابون سے اخذ کرون اور دوسرے نسب نامہ مبارک بھی حضور کا شامل ہو اور تیسرے شجرہ عالیہ چشتیہ بھی ضرور ہونا چاہیے اور چہارم کچھہ اوراد براے مہمات دینی و دنیوی جو کہ خاص حضرت سلطان الہند غریب نواز سے منقول ہین واسطے نفع خلق اللہ کے اس سوانح عمری مین داخل کرنا چاہیے اور پنجم قدرے ذکر و شغل بھی جو خاص سلسلۂ چشتیہ مین وارد ہے براے طالبان راہ حقیقی کے قلمبند کرنا چاہیے اور جابجا نظم در افشان بھی واسطے رنگینی عبارت کے ہونا ضرور ہے ششم نقشہ مزار مبارک حضور خواجہ عالم عالمیان و نقشہ مسجد بازار وغیرہ وغیرہ بھی ضرور شامل کتاب ہذا ہونا چاہیے۔ الحمد للہ کہ بعد عرصہ چار سال کے فضل خدا سے مراد دلی حاصل ہوئی اور شاہد مقصود نے صورت زیبا دکھلائی اُمید ہے صاحبان علم و فراست سے کہ جہان کہین اس ناچیز و ہیچمدان کی غلطی یا سہو ملاحظہ فرماوین اپنے دامن عفو مین چھپاوین اور بعد ملاحظہ کتاب ہذا اس حقیر کو دعاے خیر سے یاد فرماوین

حالات ولادت خواجہ نامدار قبلہ کونین سلطان الہند حضرت خواجہ حسن سنجری ثم اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

طالبان حالات خواجہ بزرگ کو معلوم ہو کہ حضرت خواجہ حسن سنجری تمامی اولیاء ہند کے

پیشوا اور ولایت ہندوستان کے بادشاہ ہین حضور شہر سجستان جو بلاد غور سے ہے ۵۳۷ھ
مین بروز دوشنبہ تولد ہوئے اور ملک خراسان مین حضور نے پرورش پائی اور حضور
کے والد بزرگوار حضرت غیاث الدین حسن نہایت برگزیدہ شیخ تھے جب حضرت خواجہ
نامدار کی عمر شریف ۱۵ برس کی ہوئی سایۂ پدری حضور کے سر مبارک سے اوٹھ
گیا اور حضور نے خلعت یتیمی زیب تن فرمایا۔

کیون نہ ہو ہر ایک کو قدر یتیم — بے بہا ہے جو کہ ہے دُر یتیم

حضور کو میراث پدری سے صرف ایک باغ انگور اور ایک کارخانہ چکی یا پن چکی کا
حاصل ہوا۔ آنجناب نے اپنی یتیمی اور بے کسی پر درگاہ رب العزت مین سجدۂ شکر
لیا اور اُسی کارخانۂ چکی اور باغ کے میوہ وغیرہ کو وسیلہ معاش گردانا ایک دن حضور
پرنور اپنے باغیچہ کو پانی دینے مین مشغول تھے کہ ایک فقیر مجذوب جو اُس ہی نواح مین
سکونت پذیر تھے حضور کے باغ مین تشریف لائے جب آنجناب نے اُن مجذوب
صاحب کو دیکھا فوراً دوڑ کر حاضر خدمت ہوگئے اور کچھ میوہ اُن مجذوب صاحب کے
پیشکش فرمایا اور خواہش نوش فرمانیکی کی۔ مجذوب صاحب نے ایک ٹکڑا کھل کا جو اُن
حضرت کے پاس موجود تھا اپنے دندان مبارک سے کاٹ کر جناب خواجہ بزرگ کے
دہن مبارک مین ڈالا اور آحضور کے قلب مبارک مین ایک کیفیت خاص پیدا ہوئی
اور محبت دُنیا حضور کے قلب مطہر سے دور ہوئی آنجناب نے اپنے اُس باغ اور
کارخانہ کو فروخت فرماکر راہ خدا مین تقسیم فرمادیا اور خود طرف سیاحی کے مشغول ہوئے
حضور نے دوران سفر مین سب سے پہلا سفر بخارا اور سمرقند کا فرمایا۔ اور وہین قیام
فرماکر کلام مجید حفظ کیا۔ بعد فراغت حفظ قرآن مجید کے علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول
ہوئے اور بہت تھوڑے عرصہ مین تحصیل علم سے بھی فراغت ہوئی اور وہان سے
طرف عراق کے توجہ خاص مبذول فرمائی جب حضور کا گزر قصبہ ہاروان مین ہوا
(یہ قصبہ حدود نیشاپور مین واقع ہے) تو بخدمت سیدنا و مرشدنا حضرت خواجگان
خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے حاضر ہوئے اور نہایت خلوص قلبی سے

مشرف بہ بیعت ہوگئے اور ۲۰ سال تک نہایت ہی ریاضات اور مجاہدات میں بسر کی
بعد عرصہ ۲۰ سال کے حضرت خواجہ عالم و عالمیان نے خرقہ خلافت حاصل کیا اور
طرف بغداد شریف کے سفر فرمایا اور قصبہ سنجان میں پہونچے اور شیخ نجم الدین کبریٰ سے
شرف حاصل کیا اور بعد عرصہ دو سال یا ڈھائی سال کے قصد سفر طرف قصبہ جیل
کے فرمایا۔ شیخ المشائخ سلطان الاولیا محبوب سبحانی حضرت شیخ محی الدین ابی محمد عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فیض صحبت سے مالا مال ہوئے (یہ قصبہ کوہ جودی پر
واقع ہے کوہ جودی وہ مقام ہے۔ کہ جہاں پر کشتی نوح علیہ السلام کی طوفان سے بچ
کر ٹھہری تھی۔ جیسا کہ آیہ کریمیہ شاہد ہے (واستوت علی الجودی) اور یہ قصبہ جیل
بغداد شریف سے ایک ہفتہ کی راہ پر واقع ہے۔ چنانچہ حجرۂ عبادت گاہ خواجہ
بزرگ کا قصبہ مذکور میں ابتک موجود ہے۔ خواجہ صاحب جیل سے بغداد شریف
میں آئے اور خدمت میں شیخ ضیاء الدین قدس سرہٗ کہ وہ پیر مرشد شیخ شہاب الدین
سہروردی کے ہیں داخل ہو کر فیض صحبت حاصل کیا۔ اُسی زمانے میں اوحد الدین
کرمانی قدس سرہٗ ابتداے سلوک حضرت شیخ حصاء الدین چلپی کی خدمت میں تھے
یہ بزرگ خلیفۂ اعظم حضرت مولانا روم قدس سرہٗ کے ہیں۔ لیکن خرقۂ خلافت حضرت
خواجہ صاحب سے حاصل کیا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ بزرگ بغداد شریف سے
ہمدان میں تشریف لائے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقی ہوئے بعدہٗ تبریز میں رونق
افروز ہوئے اور حضرت ابو سعید رح سے ملاقات فرمائی شیخ قطب الدین بختیار کاکی
رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ ریاضیات اور مجاہدات میں محو
رہتے تھے اور نفس کشی بے حد فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک ایک ہفتہ گزرنے پر ترتیب
میں شقال روٹی سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ شیخ نظام الدین محمد اولیاء نے
روایت ہے کہ خواجہ صاحب کے لباس میں صرف ایک دوتہی تھی اور وہ بھی
بخیہ کی ہوئی جب وہ کسی مقام سے پھٹ جاتی آپ اُس میں پاکیزہ کپڑے کا پیوند لگایا
کرتے تھے جب خواجہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ اصفہان میں تشریف لائے حضرت شیخ محمود

اصفہانی سے ملاقات کی شیخ مذکور الصدر مشاہیر اولیاء کرام سے تھے اور قطب صاحب
کا ارادہ بیعت شیخ مذکور الصدر سے تھا۔ جب حضرت خواجہ صاحب کو دوستی زیب تن
فرمائے دیکھا شوق قلبی سے سر خواجہ بزرگ کے قدموں پر رکھ دیا اور حلقہ مریدان میں
داخل ہو گئے خواجہ بزرگ نے وہ دوستی حضرت قطب صاحب کو عنایت فرمائی اور
حضرت قطب صاحب نے بروقت وفات اپنے مرید و سجادہ نشین حضرت شیخ فرید
گنجشکر کو عنایت فرمائی۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ عالم نے جب خرقہ خلافت حضرت
عثمان ہارونی سے حاصل کیا تو سن شریف حضور کا ۵۲ برس کا تھا اور آپ ریاضت
اور مجاہدہ میں سعی بلیغ فرماتے تھے اور تنہا سفر فرمایا کرتے اور اکثر قیام آپ کا قبرستان
میں ہوا کرتا تھا اور ہر روز ایک قرآن مجید آپ ختم فرماتے تھے چنانچہ حضرت عثمانی
ہارونی رح فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب محبوب الہی ہیں میں انکے مرید ہونے پر فخر کرتا
ہوں بعد روانگی خواجہ صاحب حضرت عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سفر فرمایا
دوران سفر میں حضرت کا گزر ایک قصبہ آتش پرستان میں ہوا اس مقام پر ایک بڑا
آتشکدہ تھا جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا گزر ہوا تو آپ نے زیر سایہ ایک درخت
قیام فرمایا اور اپنے خادم مسمے بہ فخر الدین کو بنا بر خریدنے آٹا وغیرہ کے حکم دیا فخر الدین
بعد تعمیل حکم آتشکدہ کے قریب گئے اور ان لوگوں سے آگ طلب کی انھوں نے
دینے سے انکار کیا اور آمادہ جنگ ہوئے فخر الدین صاحب نے حضرت عثمان ہارونی
رح سے عرض کیا حضور نے بعد وضو تازہ دوگانہ ادا فرمایا اور طرف آتشکدہ کے
تشریف لے گئے اور آپ نے سردار آتش پرستان سے سوال کیا کہ تم لوگ آگ کی
کیوں پرستش کرتے ہو ان کافروں نے جواب دیا کہ ہم لوگ موافق اپنی مذہب کے
اسکو متبرک سمجھتے ہیں بدینوجہ لازم پرستش ہے آپنے فرمایا کہ اگر تم اپنے کسی عضو
کو کاٹ کر اس میں ڈالو تو یہ اس کو جلا دیگی یا نہیں انھوں نے کہا کہ کیسے ممکن ہے
کہ آگ نہ جلا دے پس آپ سردار آتش پرستان کہ اس کی گود میں ایک بچہ ہفت سالہ
تھا چھینکر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم

پڑھ کر آگ مین کود پڑے اور بعد ایک گھنٹہ کامل کے حضور اُسی آگ سے اُس بچہ کو گود
مین لیے ہوئے باہر تشریف لائے وہ لوگ یہ کرامت اُنکی دیکھ کر بہت دنگ ہوئے
اور اُس بچہ سے آگ کے اندر کے حالات دریافت کرنے لگے اُس بچہ نے بیان کیا
کہ مجکو سوا ایک بہت بڑے باغ کے اور کچھہ نہین دکھائی دیا اور نہ کسی طرح
کی تکلیف مجکو ہوئی وہ لوگ یہ کرامت دیکھکر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضرت
نے اُس سردار کا نام کہ ایام جاہلیت مین مجسا تھا عبد اللہ رکھا اور اس بچہ کا نام ابراہیم
قرار دیا اور حضور نے اُس آتشخانہ کو مسمار کرکے ایک مسجد عالیشان تعمیر فرمائی چنانچہ
حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح وہان ڈہائی سال تک مقیم رہے اب خواجہ صاحب
کا حال تحریر ہوتا ہے کہ آنجناب تبریز سے ہوتے ہوئے مہنہ کی طرف تشریف لے گئے
پھر خاقان مین تشریف فرما ہوئے۔ شیخ ابو الحسن خاقانی رحمت اللہ علیہ کا وصال
اسی سال مین ہوا شیخ ابو سعید مہنہ مین مقیم تھے حضرت خواجہ نامدار شیخ مذکور الصدر
سے ملاقی ہوئے اور قریب دو سال کے حضرت شیخ ابو سعید کی خدمت سے فیض
حاصل کرتے رہے بعدہ حضور طرف استرآباد کے روانہ ہوئے حضرت شیخ ناصر الدین
استرآبادی کی صحبت سے شرف صحبت حاصل کیا۔ پھر حضرت خواجہ صاحب استرآباد
سے ہری مین رونق افروز ہوئے اور ایک مدت تک وہان قیام فرما رہے اور
قبر شیخ عبد اللہ انصاری مین مجاہدہ کرتے رہے اور اکثر صبح کی نماز عشا کی وضو
سے ادا کرتے تھے اور آپ کے ہمراہ سفر مین ایک شخص سے زیادہ کبھی کوئی نہین رہا
الغرض مقام ہری سے حضور کا گذر مقام سبزدار مین ہوا۔ وہان کا حاکم مسمی بہ یادگار
محمد بہت ہی فاسق وفاجر اور رافضی تھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سخت
عداوت رکھتا تھا حوالی شہر مین اُس نے ایک باغ بنوایا تھا اور اُس باغ مین ایک
حوض تھا۔ یادگار محمد لبا اوقات اُس باغ مین منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا کرتا تھا
اتفاقاً حضور کا اُس باغ مین گذر ہوا اور اُس حوض سے حضور غسل فرما کر تلاوت
کلام مجید مین مشغول ہوئے اس اثنا مین یادگار محمد کی سواری بھی اُس باغ مین آگئی

اور حضور خواجہ عالم کو دیکھا مارے ہیبت کے کانپنے لگا اور یہی حال اس کے مصاحبین کا ہوا۔ یادگار محمد بکمال ادب و تعظیم دست بستہ حضور کے روبرو کھڑا ہو گیا حضور نے چشم حق بین سے اس کی طرف ملاحظہ فرمایا فوراً بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا مصاحبین نے جو یہ معاملہ دیکھا۔ فوراً حضور کے قدموں پر سر رکھکر معافی کے خواستگار ہوئے حضور نے اپنے خادم سے فرمایا کہ حوض سے تھوڑا پانی لیکر اور بسم اللہ پڑھ کر اسکے منھ پر چھڑکو تعمیل ارشاد ہوتے ہی یادگار محمد ہوش میں آیا اور قدموں پر گر کر طالب بیعت ہوا اور جو کچھ مال و اسباب تھا سب کو بحکم خواجہ صاحب فروخت کر کے راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور شرف بیعت ہوا بعدہ آنجناب مقام سبزوار سے حصار میں رونق افروز ہوئے اور یادگار محمد بھی ہمرکاب تھے یادگار محمد کو حصار میں متعین فرماکر آپ بلخ میں رونق افروز ہوئے اور چندے شیخ احمد خضرویہ کے خانقاہ میں قیام فرماکر مولانا ضیاء الدین حکیم بلخی سے ملاقی ہوئے یہ حکیم علم تصوف کا قائل نہ تھا چنانچہ اپنے شاگردوں سے اس علم کی مذمت اور درویشان وقت کو مسلوب الحواس کہا کرتا تھا اور نواحی بلخ میں ایک مدرسہ تعمیر کیا تھا کہ اس میں اپنے شاگردوں کو درس دیتا تھا حضرت خواجہ صاحب کا قاعدہ تھا کہ ایک دستہ تیر اور ایک قبضہ کمان اور ایک نمکدان ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتے تھے بروقت ضرورت شکار کرتے اور کباب بناکر روزہ افطار کرتے جس روز مولانا ضیاء الدین کے باغ میں خواجہ صاحب کا گزر ہوا تو حضور نے ایک کلنگ کو شکار کیا اور خادم کو واسطے کباب تیار کرنے کے حکم فرمایا اور خود نماز میں مشغول ہوئے اور ضیاء الدین بھی حاضر خدمت ہوئے تب حضور نے بعد ختم نماز خادم کو کباب حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ خادم نے جب کباب پیش فرمائے تو حضور نے بسم اللہ فرماکر ایک ران مولانا کو دیکر خود نوش فرمائے اور انکو تاکید کھانے کی فرمائی مولانا ضیاء الدین نے جس وقت پہلا لقمہ کباب کا کھایا فوراً ایک کیفیت طاری اور خیالات فلسفانہ سب تشریف لے گئے۔ مولانا نے فوراً اپنے خیالات سے توبہ

کی اور مشرف بہ بیعت ہوئے اور تمام کتابین فلسفہ کی جو اُن کے پاس تھین سب کو دریا بُرد کر دیا۔ اور یہی کیفیت اُنکے تمام شاگردون کی ہوئی۔ الغرض وہان سے خواجہ صاحب نے طرف غزنین کے سفر فرمایا اور شیخ عبدالواحد غزنوی سے ملاقات کی۔ اور وہان سے طرف لاہور کے رونق افروز ہوئے اس ہی زمانے مین پیر علی ہجویری کہ اُن کا الفقر عندی من لاطلب لہ ولا ادب لہ قول تھا اُن بزرگ کا انتقال ہو چکا تھا لیکن شیخ حسن بخالی کہ پیر و مرشد حضرت شیخ سعید الدین حمویہ قدس سرہٗ کے ہین بقید حیات تھے۔ خواجہ صاحب اور اُن حضرت سے بہت دوستی تھی چندے قیام فرما کر حضور نے دہلی کا سفر فرمایا غرضکہ جب دہلی مین بھی اژدہام خلق ہوا تو خواجہ صاحب نے دہلی کو بھی خیرباد فرما کر اجمیر شریف کا سفر فرمایا اُس زمانہ مین اگرچہ اسلام کی روشنی اجمیر شریف مین جلوہ گر ہو چکی تھی مگر غلبہ کفر اجمیر اور نواحی اجمیر مین بہت تھا۔ اور بعض نے حضرت خواجہ صاحب کے ہندوستان مین تشریف لانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ خواجہ صاحب کو جب حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت عنایت ہوا تو آپ نے ارادہ حج کا فرمایا اور بعد فراغت حج کے خواجہ صاحب مدینہ طیبہ مین حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ تک آپ وہان معتکف رہے۔ ایک روز جناب خواجہ صاحب جب مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو حکم سرکار نبوتیہ سے صادر ہوا کہ اے معین الدین تمھاری ذات سے ہمارے دین کو بہت مدد ملے گی لہذا تم بہت جلد طرف ہندوستان کے جاؤ۔ خواجہ صاحب یہ حکم سُن کے بہت ہی متفکر ہوئے کہ ہندوستان کس طرف واقع ہے اسی تردد مین آپ کو غلبہ نیند طاری ہوا فوراً جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نقشہ ہندوستان اور قلعہ راجہ اجمیر کا ملاحظہ کرا دیا۔ اور ایک انار بہشتی بطور زاد راہ کے عنایت فرمایا۔ جب آپ اُس خواب سے بیدار ہوئے فوراً تعمیل حکم پر کمر مضبوط باندھی اور طرف ہندوستان کے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ یاران باوفا سے فقط

منہمک کفر تھے۔ اس وقت حاکم اجمیر مسمّٰے پتھورا کہ دین اسلام سے بالکل بے بہرہ تھا
اور اس کی والدہ اپنے وقت کی بہت بڑی کاہنہ تھی حضور کی تشریف آوری
سے بارہ برس قبل اس نے اپنے بیٹے راجہ پتھورا سے حکم لگایا تھا کہ ایک بزرگ
تیرے ملک میں رونق افروز ہونگے وہ تیرے ملک کو غارت اور برباد کردینگے
بلکہ حلیہ شریف بھی خواجہ صاحب کا بتا دیا تھا۔ راجہ نے اپنی والدہ سے یہ خبر سنکر
حکم دیا تھا کہ جب کوئی شخص اس حلیہ کا آوے تو فوراً گرفتار کرکے ہمارے حضور
میں حاضر کرنا جب حضور کا گزر قصبہ سمانہ میں ہوا تو ملازمین راجہ نے حضور کو
شناخت کرکے ازراہ فریب خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ ہم نے حضور کی تشریف
کی خبر سنکر آپ کے واسطے قیام گاہ آراستہ کر رکھا ہے حضور نے بذریعہ مراقبہ
سرکار نبوتﷺ میں عرض کیا آنجناب نے فرمایا کہ اے معین الدین یہ گروہ محض جھوٹا ہے
اس کے کہنے پر عمل نہ کرنا خواجہ صاحب نے فوراً اُن لوگوں کو واپس کیا اور
تمام کیفیت اُن کے مکر کی اپنے ہمراہیوں سے بیان فرمائی اور طرف اجمیر کے روانہ
ہوئے دو روز کے بعد حضور اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے اور بوجہ ماندگی
سفر کے آپ نے زیر سایہ ایک درخت کے قیام کا ارادہ فرمایا۔ ایک شخص نے
ملازمین راجہ سے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں آپ قیام نہ فرماویں کیونکہ یہاں
راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر اونٹ بیٹھتے ہیں تو
بیٹھے رہیں حسب ارشاد زمین نے اونٹوں کو پکڑ لیا اور خواجہ صاحب مع اپنے
ہمراہیوں کے تالاب اناساگر پر مقیم ہوئے اور خادمان ایک گائے ذبح کرکے
کباب بنانے میں مشغول ہوئے تب چند لوگ واسطے وضو کرنے کے تالاب
بیل بندیر گئے اُس وقت کئی ہزار بت خانہ کنارے اُس تالاب کے موجود تھے
اور ایک سو کئی من روغن اور پھول روزمرہ چڑھایا جاتا تھا برہمنوں نے مسلمانوں
کو تالاب میں وضو کرنے سے منع کیا اور آمادہ بہ جنگ و جدال ہوئے تب
حضور کے ہمراہی اپنے قیام گاہ پر واپس آئے اور کل کیفیت حضور خواجہ صاحب

سے حوض کی اُس وقت خواجہ صاحب نے کل پانی دونوں تالابوں کا اور جس قدر چشمہ
اور کنوئیں اس مقام میں تھے سب کا پانی اپنے لوٹے میں بند کر لیا تمام تالاب اور کنوئیں
شہر کے خشک ہو گئے بلکہ جس قدر عورتیں دودھ والی تھیں سب کا دودھ خشک ہو گیا
یہانتک کہ مادہ چوپاؤں کا بھی دودھ خشک ہو گیا۔ لکھا ہے کہ راجہ پتھورا کا ایک جن
بہت دوست تھا۔ راجہ اور بعض متعلقین اوسکے پرستش کرتے تھے راجہ نے کل
کیفیت خواجہ صاحب کی سن کر اُس جن کو بلایا اور نہایت عجز و انکساری سے خواجہ
صاحب کی تشریف آوری کا حال اُس جن سے بیان کیا اُس جن نے جس وقت
خواجہ صاحب کا نام سنا فوراً تھرا گیا اور بہت ہی گریہ زاری کی عذر مقابلہ کیا
اور بخدمت خواجہ صاحب حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا تب راجہ نے اپنے اُستاد
جوگی اجیپال کو طلب کیا یہ جوگی اپنے زمانہ میں بہت بڑا ساحر زبردست تھا
راجہ نے تمام کیفیت خواجہ صاحب کی جوگی سے بیان کی اور طالب امداد ہوا جس
وقت جوگی نے یہ حالات سنے راجہ کو تسلی دی اور خود اسباب سحر سے آراستہ
ہو کر بہمراہی راجہ حضور کے خدمت میں حاضر ہوا جب راجہ جوگی کے ہمراہ
چلا خیالات فاسدہ اپنے دل میں جناب خواجہ صاحب کی طرف سے لایا فوراً بقدرت خدا
نابینا ہو گیا تب اُس نے اپنے خیالات سے توبہ کی اللہ پاک نے نور اُس کی
آنکھوں میں واپس فرمایا جب دوبارہ اُس نے خیالات فاسد کئے مثل قبل کے
نابینا ہو گیا۔ غرضکہ اسی کشمکش میں حضور عالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور جوگی
نے سات سو سانپ جو بہ قوت سحر اُس کے ہمراہ ہوا میں رہا کرتے تھے اور اسیقدر
چکر بھی سحر کی قوت سے وہ اپنے ہمراہ ہوا میں معلق لایا تھا حضور پر چلانا شروع کیے
مگر بفضل خدا حضور پر ایک کا بھی اثر نہ ہوا اب راجہ بہت پریشان ہوا چونکہ
شہر میں بوجہ پانی خشک ہو جانے کے سخت پریشانی تھی اور ادھر جوگی کی بھی عاجزی
راجہ نے دیکھی تو حضور سے بہ منت پانی کی درخواست کی جناب خواجہ صاحب
کی ذات پاک نہایت رحیم واقع ہوئی تھی فوراً حضور نے اس کی درخواست منظور

فرمائی۔ اور جوگی کو حکم دیا کہ لوٹا ہمارا اُٹھا لاؤ جوگی نے جس وقت لوٹے کو اُٹھانا چاہا تو
لوٹے نے زمین سے حرکت ہی نہ کی اب جوگی اور بھی پشیمان ہوا اور عرض کی حضور
کا لوٹا اس قدر وزنی ہے کہ زمین سے حرکت ہی نہیں کرتا۔ حضور نے فوراً اُس جن
کو حکم فرمایا کہ میان شادی ہمارا لوٹا اُٹھا لاؤ۔ وہ جن حسب حکم فوراً لوٹا اُٹھا لایا۔
اور حضور نے پھر فرمایا کہ پانی تالاب اور کنوئین میں ڈالو۔ تعمیل ارشاد ہوتے ہی
فوراً تالاب اور کنوئین سب پانی سے لبریز ہو گئے۔ تب خواجہ صاحب نے
ارشاد فرمایا کہ میان یہ تمہارا سحر نہین ہے بلکہ یہ مردان خدا کا لوٹا ہے۔ تب راجہ
نے اپنے اونٹون کے واسطے حضور سے عرض کیا۔ حضور نے اُس کی یہ تمنا بھی پوری
کی اور دعا فرمائی فوراً سب اونٹ زمین سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ جب یہ سب
کرامتین حضور سے تمام کفار نے دیکھین بہت پشیمان ہوئے۔ اور خواجہ صاحب نے
دعوت اسلام سے راجہ اور جوگی اجیپال اور تمام حاضرین کو مدعو کیا۔ مگر بقول
شاعر "گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ" کے اُس وقت کسی نے اسلام قبول
نہین کیا۔ اور راجہ نے جوگی اجیپال سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے
کہ ہم نے اپنی تمام عمر تمہاری اور اُس جن کی خدمت کی۔ جب ایک وقت ہم پر آ گیا
تو نہ تم سے اور نہ اُس جن سے کچھ ہماری مدد ہو سکی۔ اُس وقت جوگی نے خواجہ
صاحب سے عرض کیا کہ آپ نے اپنے کمال کو کہان تک وسعت دی۔ حضور
نے ارشاد فرمایا کہ تو نے جو کچھ کمال پیدا کیا ہو وہ دکھا۔ جوگی نے اپنا مرگ چھالا
ہوا میں اُڑایا اور خود بھی جست کر کے اُس پر سوار ہو گیا۔ اور اس قدر بلند ہوا
کہ مثل ایک چھوٹے جانور کے معلوم ہونے لگا اور جناب خواجہ صاحب نے مراقبہ
فرمایا۔ جب جوگی نظرون سے غائب ہو گیا تو جناب خواجہ صاحب نے دریافت
فرمایا کہ اب جوگی کس قدر بلند ہوا۔ لوگون نے عرض کیا کہ جوگی نظرون سے
غائب ہو گیا ہے۔ تب آپ نے نعلین شریف کو حکم دیا کہ تو کیون نہین پرواز
کرتی۔ حسب الحکم پاپوش شریف نے پرواز شروع کیا اور ایک چشم زدن مین

جوگی کے قریب پہونچ گئی اور اس قدر جوگی کے سر پر پڑی کہ جوگی بدحواس ہوکر
تمام آسمان پر بھاگا بھاگا پھرنے لگا اور آواز پاپوش شریف کے سب حاضرین وقت
سُنتے تھے۔ جب جوگی بہت مجبور ہوا تو اُتر آیا اور حضور سے طالب امان ہوا۔ آپ
نے پاپوش شریف کو اشارہ فرمایا فوراً وہ اپنی جگہ پر چلی گئی۔ اب جناب خواجہ صاحب
نے مراقبہ فرمایا اور جوگی نے بھی حضور کے ساتھ مراقبہ کیا۔ حضور کی روح پاک
نے طرف عالم ملکوت کے عروج کیا۔ چونکہ جوگی نے بھی بہت ریاضت اور مجاہدہ
کی تھی اور مثل ایک چوب خشک کے ہوگیا تھا اُس کی روح نے بھی طرف
عالم بالا کے عروج کیا۔ مگر جوگی کی روح زیر آسمان پہونچکر عاجز ہوگئی تو حضور سے
عرض کیا کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ تم اس لائق نہیں
ہو کیونکہ یہ شرف سوائے مسلمانوں کے دوسرے کے حصہ مین نہین ہے جب تک
تم مسلمان نہ ہوگے تم کو یہ شرف نہین حاصل ہو سکتا۔ تب جوگی نے عرض
کیا کہ فدوی مسلمان ہوتا ہے مگر ایک عرض ہے حضور اُس کو منظور فرماویں
حضور نے فرمایا کہ جو تیری تمنا ہے خداوند عالم پورا کرنے والا ہے۔ جلد عرض کر
اُس نے کہا کہ میری خوشی ہے کہ قیامت تک زندہ رہوں۔ حضور نے دعا کی
فوراً حکم آیا کہ اے معین الدین ہم نے تمھاری دعا قبول فرمائی۔ آپ نے جوگی کو
بشارت دی کہ انشاء اللہ تو قیامت تک زندہ رہے گا۔ جوگی نے یہ خوشخبری
سُنکر کلمۂ طیبہ پڑھا حضور نے اُسکی روح کو اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام سے طرف
عالم بالا کے توجہ فرمائی۔ اور عجائبات ہفت آسمان کی سیر کراکر چشم مبارک مراقبہ
سے کھولی۔ چونکہ حق باطل کے امتیاز کرنے کو اجمیر کی تمام خلقت جمع ہوگئی تھی
حضور اقدس نے دعوت اسلام سے راجہ پتھورا اور تمام حاضرین وقت کو مدعو
فرمایا۔ مگر شومی قسمت سے راجہ پتھورا ایمان نہ لایا اور حاضرین مین سے ہزارہا
کفار مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سب سے پہلے جوگی اجیپال نے خلوص قلبی سے بیعت
کی اور یون عرض کرنے لگا۔

غزل

بیٹھا جو تیرے کوچے میں وہ بہرہ ور ہوا | اُٹھا جو آستاں سے ترے دربدر ہوا
ہلچل سی سارے پرگنہ کفر میں پڑی | اجمیر میں حضور کا جس دم گذر ہوا
تیغِ کرامت آپ کی چمکی جو وقت | قلعۂ غرور راجہ پتھورا کا سر ہوا
تو وہ سے تیرے سامنے جیپال جوگی کا | جادو چلا نہ سحر ذرا کارگر ہوا
مجبور ہو کے اور نہ کچھ اُس سے ہو سکا | قدموں پہ تیرے گر کے مسلماں مگر ہوا
جس نے کیا نہ دین محمدؐ کا اختیار | ملعون ہو کے کُندۂ نارِ سقر ہوا
اک پیر زن نے آپ سے کی عرض یا شہا | راہی مرا عدم کی طرف بے پسر ہوا
بے اُسکے زندگی مری بے لطف ہو گئی | حاصل بُڑھاپے میں مجھے داغ جگر ہوا
بیتاب اُس ضعیفہ کو دیکھا جو آپ نے | دریا غریب پروری کا جوش پر ہوا
میت پہ پہونچکے کہا قم باذنی رب | فی الفور اُس ضعیفہ کا زندہ پسر ہوا

اور چندے زیر سایۂ قدم مبارک حضور کے رہکر دولت ولایت سے مالا
مال ہوا اور جناب خواجہ صاحب نے عبد اللہ صحرائی کے لقب سے سرفراز
فرمایا کہتے ہیں کہ جوگی ہر روز زیارت روضۂ منورہ کو حاضر ہوتا ہے واللہ
اعلم بالصواب۔ غرضکہ راجہ کو اب جوگی کی طرف سے بھی نا اُمیدی ہو گئی تو
بہت گھبرایا۔ اور وہاں سے چلا آیا مگر اسلام نہ لایا اور کل کیفیت اپنی والدہ
سے بیان کی تو اُسکی ماں نے جواب دیا کہ دیکھو میں نے ۱۲ برس قبل تجکو ان
بزرگ کی تشریف آوری کی خبر دی تھی خبردار اُن سے نہ بگاڑنا اور آمادۂ جنگ
نہ ہونا۔ مگر اُس تیرہ بخت نے ایک بھی نہ سُنی اور برابر خواجہ صاحب کے درپے
آزار رہا۔ خواجۂ عالم و عالمیان بہ آرزوے جشن مسمّٰی بہ شادی اور جوگی جیپال
شہر میں رونق افروز ہوئے اور مقام شادی کو اپنی جاے سکونت قرار دیا
جماعت خانہ اور ایک عبادت خانہ اور باورچی خانہ تعمیر فرمایا۔ جس مقام پر
اب آنجناب کا مزار مبارک ہے یہ جگہ حضور کے باورچی خانے کی ہے
اب اُس راجہ کا حال سُنیے کہ اُس نے ایک مرتبہ اپنے خادموں میں سے

کسی شخص کو حضور کی خدمت مین روانہ کیا اُس نے خواجہ صاحب سے
عرض کیا کہ حضور مجکو اپنے حلقۂ مریدان مین داخل فرمادین۔ آپ نے انکار
کیا اور مُرید نہ فرمایا۔ اُس نے واپس جاکر خواجہ صاحب کی شکایت راجہ
سے کی۔ راجہ کو بہت غصہ آیا اور پیغام روانہ کیا کہ آپ نے میرے ملازم کو
کیون مُرید نہین کیا اس کی وجہ بیان فرمائیے۔ حضور نے جواب مین ارشاد
فرمایا کہ اس شخص مین تین عیب ہین اس وجہ سے مین نے اس کو مُرید نہین کیا
اور وہ عیب یہ ہین اول یہ شخص سخت گنہ گار ہے۔ دوسرے یہ شخص ہمارے
تابعین مین نہین جس نے کسی غیر کے آگے سر عبودیت خم کیا ہو ہم اُس کو
مرید نہین کرتے۔ اور تیسرے مین نے لوح محفوظ مین دیکھا ہے کہ یہ
شخص بے ایمان مرے گا۔ راجہ نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ غیب کی
خبرین بیان فرماتے ہین لہذا میرے ملک سے تشریف لے جائیے۔ خواجہ
صاحب نے تبسم فرمایا اور جواب دیا کہ تین روز کی مہلت ہے کہ یا تو مین تیرے
ملک سے چلا جاؤن گا اب یا تم خود میری قلمرو سے چلے جاؤگے۔ اور بعض
کے نزدیک آپ نے فرمایا کہ دل عاشق سوختۂ محبت ہوتا ہے۔ جو چیز
اس مین آتی ہے جل جاتی ہے۔ کوئی آگ آتش محبت سے سخت تر
نہین ہے۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ حضور نے راجہ کے حق مین بددعا فرمائی
کہ اے اللہ بہ طفیل اپنے حبیب کے اس راجہ کو لشکر اسلام کے ہاتھ مین
گرفتار کرادے اور بعض لکھتے ہین کہ ایک شخص نے جو راجہ کے ملازمین
مین سے تھا حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر راجہ کے ظلم اور تشدد کی
شکایت کی تو حضور نے راجہ کو ممانعت کی کہ اس شخص کو تکلیف نہ دیا
کرو۔ راجہ نے جواب مین کہلا بھیجا کہ یہ شخص چونکہ غیب کی خبرین بیان کرتا
ہے اس وجہ سے مین اسکو تکلیف دیتا ہون۔ آنجناب کو راجہ کی یہ گستاخی
بہت ناگوار ہوئی۔ اور فرمایا کہ ہم نے راجہ پتھورا کو زندہ گرفتار کرکے

لشکر اسلام کے ہاتھ مین دیدیا۔ چنانچہ سلطان محمد غوری نے بہ نفس نفیس مع ایک لشکر جرار کے راجہ پر فوجکشی کی اور بعد بہت بڑی جنگ وجدال کے راجہ زندہ لشکر اسلام کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ تاریخون سے ثابت ہے کہ سلطان نے چند مرتبہ راجہ پر فوجکشی کی مگر کبھی اُس پر فتح نہین پائی بلکہ ایک یا دو مرتبہ خود سلطان راجہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے تو راجہ نے محض اپنی دریا دلی سے یا کسی اور وجہ سے بلا معاوضہ یا بامعاوضہ چھوڑ دیا۔ راجہ کے زندہ گرفتار ہونے سے حضور کی اُس دعا کی پوری تصدیق ہوتی ہے اور حقیقت مین یہ حضور ہی کی دعا کا اثر تھا کہ سلطان نے راجہ پر فتح پائی اب اُس شخص کا حال تحریر ہوتا ہے جس کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ یہ شخص بے ایمان مرے گا۔ جب راجہ کو شکست فاش ہوئی اور راجہ گرفتار ہوگیا تو یہ شخص بھی مفرور فوج کے ہمراہ بھاگا۔ راستے مین ایک دریا حائل ہوا۔ اُس شخص نے بوجہ خوف لشکر اسلام اپنے کو دریا مین گرا دیا اور حرام موت مرگیا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور نے اُس کو اپنے مریدون مین داخل نہین کیا ورنہ حضور کی دعا کی برکت سے اُس کی نجات کا ہونا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اُسی وقت سے روشنی اسلام کی اجمیر مین پوری شان سے چمکی اور بنیاد شرک و کفر کی جڑ سے اُکھڑ گئی۔ لکھا ہے کہ حضور کا گذر اجمیر شریف مین دسوین محرم الحرام ۵۶۱ھ مین ہوا تو جناب سیادت مآب سید حسن مشہدی المعروف بہ خنگ سوار کہ نائب امامیہ رکھتے تھے مگر سلسلۂ اولیا کرام سے وابستہ تھے اور سلطان قطب الدین ایبک کی طرف سے اجمیر شریف کی خدمت داروغگی پر مامور تھے خواجہ صاحب کو نہایت اعزاز واکرام سے اپنے یہان مہمان کیا اور خواجہ صاحب کی صحبت کو غنیمت سمجھا آپ اکثر اوقات خواجہ صاحب کی مجلسون مین بھی حاضر رہا کرتے تھے۔ اُسی زمانے مین خواجہ صاحب کو دو مرتبہ دہلی کے سفر کا اتفاق ہوا واسطے ملاقات اپنے مرید خاص حضرت

لے جو غالباً سلطان محمد غوری کی طرف سے مقرر ہوا ہوگا

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ جب آپ کی تشریف آوری اجمیر شریف میں ہوئی تو دوسری مرتبہ آپ کو نکاح کرنے کا اتفاق ہوا۔ وجہ یہ ہوئی کہ حضرت سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بہ خنگ سوار عم سید حسین مشہدی کے صلب سے ایک دختر نیک اختر تولد ہوئی یہ دختر جمیلہ و عفیفہ جب حد بلوغ کو پہونچی تو جناب سید صاحب مذکور الصدر کو اُن کے عقد کی فکر ہوئی مگر کوئی شخص آپ کی مرضی کے موافق دستیاب نہ ہوا چونکہ آپ سید حسینی اور نجیب الطرفین تھے اُسی شب کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ہے کہ اپنی دختر کا نکاح خواجہ معین الدین چشتی جو کہ خاصان خدا سے ہیں اور خاندان رسالت کے دوست ہیں اُنکے ساتھ کردو۔ صبح کو آپ نے یہ خواب جناب خواجۂ بزرگ سے بیان کیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ؎

غلام ہمت آن نازنینم کہ کار خیر بے روے ریا کرد

اگرچہ اب میرا سن و سال نکاح کرنے کا نہیں ہے مگر جب حضور اقدس کا فرمان ہے تو غلام کو بھی کچھ عذر نہیں۔ غرضکہ ۶۲۰ھ میں حضور نے عقد فرمایا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں خواجہ صاحب کے یہاں کئی فرزند تولد ہوئے۔ اور نکاح ہونے کے سات برس بعد خواجہ بزرگ نے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے مراجعت فرمائی۔ تاریخ وصال ۶۔ رجب ۶۳۲ھ تھی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کی عمر شریف ۹۷ سال کی ہوئی حضور کے وصال کے بعد شاہان اسلام نے آپ کے روضۂ منورہ پر نذریں روانہ کیں اور وہاں سے تبرک حاصل کیا خصوصاً اکبر شاہ دہلوی جو سب سے پہلے حضور کا معتقد تھا پاپیادہ روضۂ منورہ پر حاضر ہوا۔ بعد زیارت حضرت سید حسن مشہدی المعروف بہ خنگ سوار کے مزار شریف پر حاضر ہو کے شرف زیارت حاصل کیا۔ عرس شریف حضرت آفتاب مدار قبلہ دارین خواجۂ عالم و عالمیان خواجہ حسن سنجری اجمیری کا یکم رجب المرجب سے چھٹی رجب المرجب تک ہوتا ہے دور دور جانثاران کو چلہ اجمیر دلدادگان خواجہ مستانہ وار مزار شریف پر حاضر ہوتے ہیں
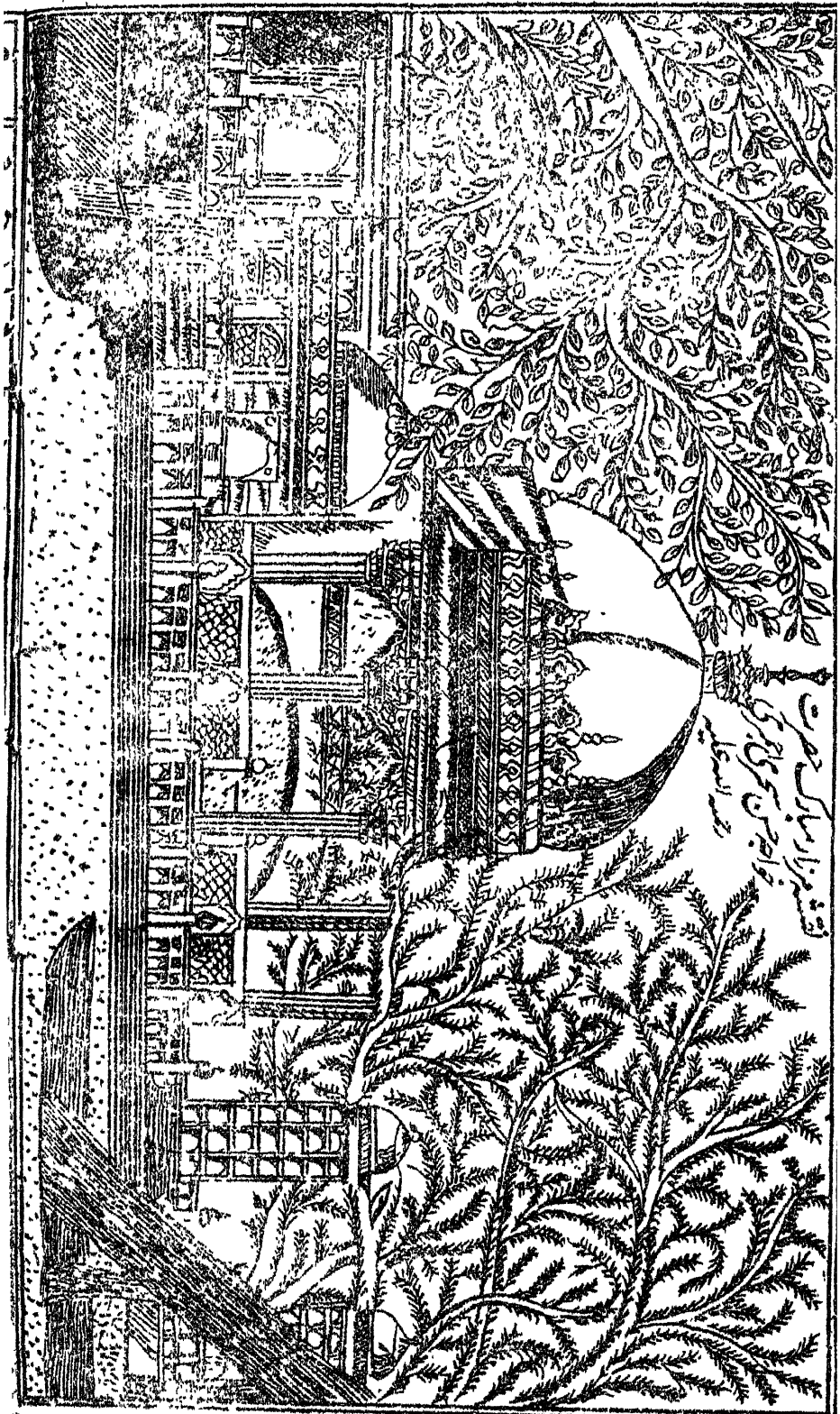
نقشہ مزار مبارک حضرت
خواجہ حسن سجزی اجمیری
رحمہ اللہ علیہ

مختصر حالات جناب سیادت پناہ حضرت میران سید حسن رحمۃ اللہ علیہ

بعض بعض مورخون نے لکھا ہے کہ جناب میران سید حسن اور جناب خواجہ صاحب ایک ہی زمانے مین تھے لیکن یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ جناب سید صاحب محمود شاہ غزنوی کے عہد مین تھے اور خواجہ غریب نواز بعہد سلطان قطب الدین ایبک ۵۶۱ھ مین تھے۔ جناب میران سید حسن جنکا نام نامی سید اصغر حسین بھی تھا۔ آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید محمد ابراہیم محدث مشہدی ہے اور آپ کی والدۂ مقدسہ کا اسم شریف بی بی ہاجرہ دختر سید محمد جا[illegible]ی کی تھین۔ بی بی صاحبہ کے دو برادر مسمے بہ سید محمد تقی و سید محمد نقی آپ اولاد مین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالے عنہا کے ہین۔ آپ بہ صفت موصوف تھین بلکہ فصاحت و بلاغت مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھین۔ سید شہاب آپ کے ماموں تھے جو بوقت جنگ سید صاحب کے ہمراہ تھے اگرچہ حقیقی ماموں نہ تھے مگر ان کا رشتہ اس طرح واقع ہوا تھا کہ امیر جلال جو ایک امیر کبیر اور سیستان کے رہنے والے تھے اُنکے دو فرزند تھے اور اُن کی ایک دختر نیک اختر کا نکاح سید ابراہیم جو کہ والد جناب میران سید حسین کے تھے اُن کے ساتھ ہوا جب آپکی عمر شریف کے ۴۴ سال عبادت اور زہد و تقویٰ مین بسر ہوئے تو واسطے ادائے سنت عقد ثانی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اتفاق سے آپ کو بہت بڑی جنگ پر جانے کا اتفاق ہوا اور اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب پرتھی پال تخت حکومت پر بیٹھا [illegible] بہت خودسر اور مغرور تھا اور اس نے ایک طریقہ اختیار کیا تھا کہ اپنے قلعہ کو [illegible] زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کر کے نہایت خوبی سے اُس قلعہ پر روشنی کرنا شروع کی [illegible] قلعے کے مینار بہت بلند تھے [illegible] روشنی کا اثر بہت دور سے معلوم ہوتا تھا۔ ایک درویش [illegible] علی نے جو کہ [illegible] تھے اُنھون نے بقوت باطنی اُس قلعہ کی روشنی [illegible] ملاحظہ فرمایا غیرت اسلامی نے جوش مارا اور آپ وہان سے واسطے

انسداد کے ہندوستان روانہ ہوئے اور مقام گوکلا گھاٹی مین رونق افروز
ہوکر آپ نے بھی دھونی رمائی دھونی اسلام کا یہ اثر ہوا کہ آتش کفر فوراً بجھ گئی جب
آپ کی تشریف آوری کی شہرت ہوئی توجوق جوق لوگ آپ کی زیارت کو آنے لگے
اُنھین ایام مین راجہ کا ایک پہلوان مسمے بہ سامنت تالاب اناساگر پر ہر روز
واسطے نہانے کے جایا کرتا تھا اس عجیب معاملے کو دیکھ کے درویش صاحب
سے استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میان فقیرون کے کام مین مت دخل
دو۔ اور جس کام کو جاتے ہو جاؤ۔ اس کافر نے تلوار میان سے کھینچی کہ آپ کو
شہید کرے۔ فوراً شعلہ آگ کا اُس کی طرف چلا کہ اُس کو جلا دے وہ پہلوان
بخوف جان بھاگ گیا۔ آپ نے اس مقام سے اُٹھکے شارع عام پر دھونی رمائی
اس راستے سے ایک خوب صورت لڑکی راجہ کے واسطے دہی لے جایا کرتی
تھی۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ تیری ہانڈی مین کیا ہے؟ اُس نے
کہا کہ راجہ کے واسطے روز دہی لے جاتی ہون۔ آپ نے پوچھا کہ راجہ اس
دہی کی کیا قیمت دیتا ہے۔ اُس نے کہا کہ دو اشرفی۔ آپ نے دو اشرفیان
اُسے دیکر دہی اُس سے لے لیا۔ اور اُسی وقت قدرے نوش فرماکر اُس کو واپس
کیا اور اپنی اشرفیان طلب کین۔ وہ روتی ہوئی راجہ کے پاس گئی اور تمام
حال راجہ سے بیان کیا راجہ نے حکم دیا کہ جن اُنگلیون سے اُس فقیر نے
دہی کھایا ہے تراش دو۔ راجہ کے ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی۔ آپ وہان
اُٹھے اور کٹی ہوئی اُنگلی جناب میران سید حسین صاحب کو دکھلاکر تمام حال راجہ
کے ظلم وستم کا بیان کیا۔ اس کا تذکرہ پہلے ہوچکا ہے کہ آپ کے عقد ثانی کا انتظام
ہو رہا تھا۔ جب راجہ کے یہ حالات سُنے تو نکاح کو ملتوی کرکے جہاد پر کمر باندھی۔
حضرت ابوطیب روایت کرتے ہین کہ جب میران صاحب کا قصد جہاد ہندوستان
پر ہوا تو شاہ اسلام سلطان محمود غزنوی کا حکم میرے نام آیا کہ تم ہمارے سردار
الغ خان، والی بخارا سے ایک لشکر جرار ہمراہ لیکر بنا بر مدد سید میران صاحب کے

جائے۔ لکھا ہے کہ دس ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے میران صاحب کے
ہمراہ تھے مع دس ہزار سوار و پیادے کے ابوطیب ساتھ سید شہاب کے ہمدان مین آکر
شامل ہوئے اور ہمدان سے سید علی مع اپنے اقارب کے اور بلخ و بخارا سے
بڑے بڑے نامی پہلوان شامل غازیان اسلام ہوئے۔ چنانچہ ایک بڑی بھاری
فوج شان و شوکت کے ساتھ ہمدان سے ہندوستان کو روانہ ہوئی پہلی جنگ
کوہ سندی پر ہوئی اور راجہ جیپال نے شکست کھائی۔ جس کے ہمراہ بارہ ہزار
سوار اور کثیر التعداد پیادے تھے۔ جس قدر کافر نواح ملتان مین تھے سب کی
گوشمالی کرتے ہوئے مقام سندھ مین پہونچے۔ وہان بھی لشکر اسلام فتحیاب ہوا
بعدہٗ ملتان کا محاصرہ کیا وہان کا راجہ مسمے بہ آنند میدان جنگ مین مارا گیا
اور اُس کا لڑکا مسمے بہ جمال زندہ لشکر اسلام کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ اور محمد
ابوطیب بھی اُسی مقام پر شہید ہوئے۔ اسی طرح جو کافر بائیت خانہ ملتا اُس کو
برباد کرتے ہوئے باشوکت و جاہ لشکر اسلام کہ جس کی تعداد بروایت صحیح
ساٹھ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے ہندوستان مین پہونچا۔ اور قلعہ
پربت پر راجہ چندر پال سے ایک سخت مقابلہ ہوا جس کی ہمراہی مین تمام راجگان
ہندوستان شامل تھے۔ یہ فتح سنہ ھ مین ہوئی۔ آخر تمام راجاؤن کو شکست
ہوئی اور لشکر اسلام فتح کرتا ہوا مقام لوکھر مین وارد ہوا۔ اس میدان مین کہین
پانی کا نشان نہ تھا اور وقت نماز ظہر کا آیا جناب کرامت مآب برگزیدہ بارگاہ
رب العزت حضور میران سید حسن صاحب کو وضو کے واسطے پانی کی ضرورت ہوئی
آپ نے پانی تلاش کرایا۔ جب کہین پانی کا پتہ نہ ملا تو آپ نے اپنا نیزہ زمین پر
مارا فوراً بحکم خداے ذو الجلال پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ اس کے بعد آپ نے وہان
سے کوچ کر کے اجمیر مین بہ مقام تالاب اناساگر قیام فرمایا۔ اس مقام پر اکثر
سوداگر لوگ سوداگری کا مال لے کے جمع ہوتے تھے۔ جب راجہ کو خبر ہوئی تو راجہ
نے اپنے دونون لڑکون کو واسطے دریافت حالات کے بھیجا۔ جب وہ لڑکے

حضور کے پاس آئے تو گھوڑا ننگ لنگ پیش کیا۔ جناب سیادت مآب نے فرمایا کہ یہ
گھوڑا خاص ہماری سواری کا ہے ہم کو فروخت کرنا نہیں منظور ہے۔ اُنھوں نے کہا
کہ اور کوئی چیز ہمیں پسند نہیں ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ ایک شرط
سے ہم فروخت کرنے کو موجود ہیں کہ ہمارا گھوڑا اپنا سم زمین پر مارے اور جس قدر
گڑھا زمین میں ہو اُس کو روپئے اشرفیوں سے بھر دو۔ اسکی یہی قیمت ہے
اُنھوں نے یہ قیمت منظور کی اور راجہ سے سب حال بیان کیا۔ راجہ نے اپنا
خزانہ روانہ کیا اور گھوڑے نے اپنا سم زمین پر مارا فوراً گڑھا ہو گیا اور جسقدر
خزانہ اپنے ہمراہ لائے تھے سب اُس میں ڈالا گیا مگر وہ پُر نہ ہوا۔ اُس وقت
آپ نے فرمایا کہ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ گھوڑا تمام گھوڑوں کا سردار ہے۔ تم
اسکو لے جاؤ۔ اگر یہ تمہارے یہاں سے ہمارے یہاں چلا آوے گا تو ہم واپس
نہ دینگے۔ اُنھوں نے اس شرط کو بھی منظور کیا اور اپنے ہمراہ گھوڑے کو لیگئے
رات کو بہت حفاظت سے رکھا مگر صبح کو وہ گھوڑا وہاں نہ تھا بلکہ اپنی جگہ واپس
آ گیا تب وہ لوگ بہت پشیمان ہوئے اور خیال کیا کہ یہ لوگ سوداگر نہیں ہیں
بلکہ مقابلہ کو آئے ہیں۔ اس وقت وہ لوگ طالب امان ہوئے۔ آپ نے فرمایا
کہ یا تو دین اسلام قبول کرو یا مقابلے کو آمادہ ہو جاؤ۔ راجہ نے کہا کہ اگر آپ
نا لاب آنا ساگر کا بند تیار کر دیں تو ہم لوگ مسلمان ہو جائیں۔ حضور نے
فرمایا کہ جس قدر آٹا اور گائے بیل تم سے فراہم ہو سکیں حاضر کرو۔ راجہ نے
اُسی وقت صدہا من آٹا اور ہزاروں بیل و گائے حاضر کیں۔ آپ نے ہمراہیوں
کو حکم دیا کہ ان سب کو ذبح کر کے ہڈیاں جہاں پر بند بنانا منظور ہے جمع کرو
ہمراہیوں نے فوراً تعمیل حکم کی۔ راجہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو بہت پریشان ہوا
اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب سید پیران صاحب سے عرض کیا
کہ آپ نے بند تیار کر دیا۔ حضور نے فوراً بند کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ
تیار ہے۔ راجہ نے کہا کہ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ بند پانی میں نہ

ٹوٹنے لگا۔ آپ نے فوراً آسمان کی طرف توجہ کی قدرت خدا سے اس قدر پانی برسا
کہ سنبد کے اوپر پانی آگیا مگر سنبد کو کچھ نقصان نہ پہونچا۔ اُس وقت راجہ نے کہا
کہ اگر آپ اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو جس قدر بیل اور گائے آپ نے ذبح کی ہیں
سب کو زندہ کر دیجیے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تم روشن علی درویش کی اُنگلی
جوڑ دو تو میں بحکم خدا تمہارے بیلوں کو زندہ کر دوں گا۔ راجہ کو سخت ندامت
ہوئی اور قلعہ میں ہو کر جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ ادھر لشکر اسلام پہلے ہی
سے آمادہ بہ جنگ تھا۔ دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا جس وقت آپ
قریب قلعہ پہونچے تو راجہ نے بزور سحر ایک ٹکڑا پہاڑ کا آپ پر روانہ کیا۔ جب
آپ نے اُس ٹکڑے کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اگر تو بحکم خدا آیا ہے
تو میری گردن حاضر ہے اور اگر کسی غیر کا بھیجا ہوا ہے تو ٹھہر جا۔ فوراً وہ ٹکڑا ہوا
میں معلق ہو گیا۔ چنانچہ کاتب الحروف نے وہ ٹکڑا ہوا میں معلق دیکھا ہے
اور راجہ بھاگ کے قلعہ بند ہو گیا۔ لکھا ہے کہ تارہ گڑھ کا قلعہ بہت بلندی
پر واقع تھا۔ جب آپ نے اُسکی بلندی ملاحظہ فرمائی تو اپنے گھوڑے کو اشارہ
کیا۔ آپ کے گھوڑے نے اپنا پاؤں اس زور سے زمین پر مارا کہ نصف
بلندی پہاڑ کی زمین میں دھس گئی۔ اور غازیان اسلام قلعہ توڑ کے اندر
گھس گئے۔ مقام سبل گڑھ جہاں راجہ کا مکان تھا مسلمان در آئے اور
تمام کفار کو نیست و نابود کر دیا اور سید محمد تقی و سید محمد نقی بھی اسی روز شہید
ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک اُسی مقام پر گنج شہیداں میں زیارت گاہ خلق
ہے۔ روشن علی درویش بھی وہیں شہید ہوئے۔ ۱۹ رجب المرجب کو
صاحبان مذکور کا عرس ہوتا ہے۔ سید میران صاحب مصروف کارزار تھے
جب کفار نے دیکھا کہ آپ کی تلوار سے کسی طرح مفر نہیں ہے تو ایک حسین
اور نازنین عورت حضور کے پیش نظر کی۔ آپ نے اپنے رُخ مبارک پر نقاب
ڈال لی۔ کفار کو یہ موقع غنیمت ہاتھ آیا ہر چہار طرف سے نرغہ کرکے حضور کو بھی

اُسی جگہ شہید کیا اور لاشین اُس مقام پر بے گور و کفن پڑی رہین۔ جب دوسرا لشکر مسلمانون
کا وہان پر آیا تب وہ لاشین دفن ہوئین اور پھر مقابلہ شروع ہوا یہان تک کہ دوسرا
لشکر بھی اُسی جگہ شہید ہوا تب حضرت سید علی ہمدانی اور جو عزیز اُن کے ہمراہ آئے تھے
اُسی جگہ مقیم ہوئے۔ اور چاروب کشی اُن مزارات کی کرتے رہے۔ اُن حضرت کی اولاد
پانچ گھر آباد ہین صرف تین گانون درگاہ شریف سے اُن لوگون کو ملے ہین اور جو
مسلمان کہ زیارت کے واسطے جاتے ہین وہ کچھ اُن حضرات کی خدمت کرتے
ہین۔ چند نفر دوسرے لشکر کے واپس گئے اور تمام حالات یہان کے سلطان محمود غزنوی
سے بیان کیے۔ سلطان نے ایک لشکر جرار واسطے سرکوبی کفار کے تیار کیا اور
طرف ہندوستان کے مراجعت فرمائی۔ غزنین سے لیکر سمندر کے کنارے تک تمام
کفار ناہنجار کا خاتمہ کر دیا۔ ہندوستان مین جو سب سے بڑا بت خانہ سومنات کے
نام سے مشہور تھا بعد بہت بڑی جنگ کے اللہ پاک نے اُسپر غازی محمود غزنوی کو
فتح عنایت فرمائی۔ لکھا ہے کہ جس وقت سلطان محمود غزنوی نے سومنات فتح کیا تو خود
سلطان بنفس نفیس اُس بت خانے کے ملاحظے کو تشریف لے گئے جب بت خانے
کے اندر کی کیفیت ملاحظہ فرمائی تو سلطان کو بہت بڑا تعجب ہوا بعدہٗ سلطان نے
سجدۂ شکر ادا کیا کہ ایسا عظیم الشان بت خانہ اللہ پاک نے میرے ہاتھ پر فتح کیا۔
تب سلطان اندر تشریف لے گئے تو ہزارون برہمن اُس وقت بت خانے مین
موجود تھے سب نے اتفاق کر کے سلطان کے گھوڑے کے قدمون پر سر
رکھ دیا اور عرض کی کہ حضور جس قدر روپیہ چاہین ہم سے وصول فرمالین مگر اس
بت خانہ اور اس بت کو نہ توڑین یہان تک کہ اُس بت کے ہموزن سونا
اور چاندی دینے کو تیار تھے اور سلطان کے وزیر کو خوشامد کر کے آمادہ کیا کہ
سلطان کو اس بت کے توڑنے کی راے نہ دوے۔ جب وہ لوگ اس قدر
معاوضہ دینے کو تیار ہوئے تو سلطان نے وزیر سے راے دریافت کی۔ وزیر
نے عرض کیا کہ روپیہ خزانۂ عامرہ سے بہت خرچ ہو چکا ہے اور بالفعل روپیہ کی

ضرورت بھی ہے اگر حضور اس قدر معاوضہ لیکر یہ بُت اُن لوگون کو عنایت فرمادین
تو مناسب ہوگا۔ سلطان نے یہ بات سُنکر مُنہ اپنا وزیر کی طرف سے پھیر لیا
اور بسم اللہ کہکر اپنے دست مبارک سے ایک گرز اُس بُت کے سر پر لگایا کہ وہ
پاش پاش ہوگیا جس قدر روپیہ وہ لوگ اُس کے معاوضے مین دیتے تھے اللہ
پاک نے اپنے فضل سے اُس رقم سے زیادہ اُس بُت کے شکم سے سلطان کو
عنایت فرمایا۔ تب سلطان نے وزیر سے کہا کہ اگر مین تمھاری صلاح اختیار
کرتا تو قیامت مین بُت فروش کے نام سے پکارا جاتا۔ اور اب بفضلہٖ بُت شکن کے
نام سے پکارا جاؤنگا۔ وزیر یہ کلام سُنکر شرما گیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔
کہتے ہین یہ بُت قد و قامت مین بہت بڑا تھا۔ اور ہوا مین معلق تھا اور وجہ یہ لکھی
ہے کہ ہر چہار طرف سے مقناطیسی لاگ لگا کر اسکو کھڑا کیا تھا اور مقناطیس ہی کی
وجہ سے ہوا مین معلق تھا۔ اسی وجہ سے یہ بُت تمام ہندوستان کے بتون سے
زیادہ باوقعت خیال کیا جاتا تھا۔ جب سلطان واپس گئے تو کفار نے تھوڑی
مدت کے بعد دوبارہ یورش کی اور پھر اپنا عمل کرلیا مگر جب زمانہ راجہ پتھورا
کا آیا تو اُس نے دوبارہ اجمیر کو آباد کیا اور ہزارہا بُت خانے اُسی شان سے
تعمیر کرائے۔ جسے کہ سلطان محمد غوری نے ہندوستان پر فوجکشی کی اور اُس کو
اور اُس کے تمام بُت خانون کو غارت اور برباد کردیا جیسا کہ اوائل کتاب مین
تحریر ہوچکا ہے۔

حالات تالاب اناساگر

بعض نے لکھا کہ تالاب اناساگر کو قریب آٹھ سو برس کے ہوئے کہ انادیو نے
جو سارنگ دیو کے بعد اجمیر کے راج کا مالک ہوا تو اُس نے اپنے نام سے
درست کراکے اُس کا نام اپنے نام پر اناساگر رکھا۔ ایام بارش مین اس کا دور
چھ میل کا ہوجاتا ہے۔ اس تالاب کا طول چھ سو گز اور عرض سو گز کا واقع
ہوا ہے۔ اس کاتب الحروف نے بھی یہ تالاب دیکھا ہے۔

ڈھائی دن کا جھونپڑا جسکو ڈھائی دن کی مسجد بھی کہتے ہین

راجہ اندر سین نے یہ بُت خانہ تیار کیا تھا- ہزارون بُت اسکے اندر موجود تھے جب سلطان شہاب الدین نے اس بُت خانے کو ۵۹۵ھ مین فتح کیا تو حکم دیا کہ جلد یہ بُت خانہ توڑ کے مسجد بنائی جائے مین نماز جمعہ اس مسجد مین پڑھون گا فوراً بُت خانہ توڑ کے مسجد بنائی گئی مگر اس قدر حیثیت تبدیل کی گئی کہ درمیانی محراب توڑ کر اس مین بخط طغرا آیات کلام مجید کندہ کی گئین- لکھا ہے کہ یہ بُت خانہ ڈھائی دن مین فتح ہوا اسی وجہ سے ڈھائی دن کی مسجد کہلائی- ۲۱- جمادی الآخر ۵۹۵ھ مین یہ مسجد بنائی گئی اور ماہ ذی الحجہ ۵۹۵ھ تک اس کی تعمیر ہوتی رہی مسجد کے شمالی جانب ہزارہا بُت اب تک پڑے ہوئے ہین- اس کاتب الحروف نے بھی اس مسجد کو دیکھا ہے- زائرین روضۂ منورہ کے یہ مقام ضرور قابل دید ہے-

تالاب بیلہ

یہ تالاب اجمیر شریف مین جانب شرق واقع ہے راجہ بلدیو نے اسکو بنایا تھا اور صدہا بُت خانے اس کے گرد تھے جنکو سلطان محمود غزنوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے دوران جہاد مین برباد کردیا- اور دوبارہ سلاطین غور نے اسکو بالکل نیست نابود کردیا- یہ تالاب مثل انڈے کے واقع ہے اور قریب اسٹیشن ریلوے کے جو سرا کھود کر بنایا گیا ہے موجود ہے اور کاتب الحروف نے بھی دیکھا ہے-

حالات تارہ گڑھ

تاریخ اہل ہنود سے ثابت ہے کہ اس پہاڑ کو جس کے نیچے اجمیر شریف آباد ہے اربلی پربت کہتے ہین- زبان سنسکرت مین آربل بمعنی عمر کے ہے اس لیے اس کو عمر کا پہاڑ کہتے ہین جو آبادی سابق مین اس مقام پر تھی اسکو آدمیر کہا کرتی تھی

ڈہائی دن کی مسجد جسکو ڈہائی دن کا جہونپڑا بھی کہتے نقشہ متعلقہ صفحہ ۲۶-
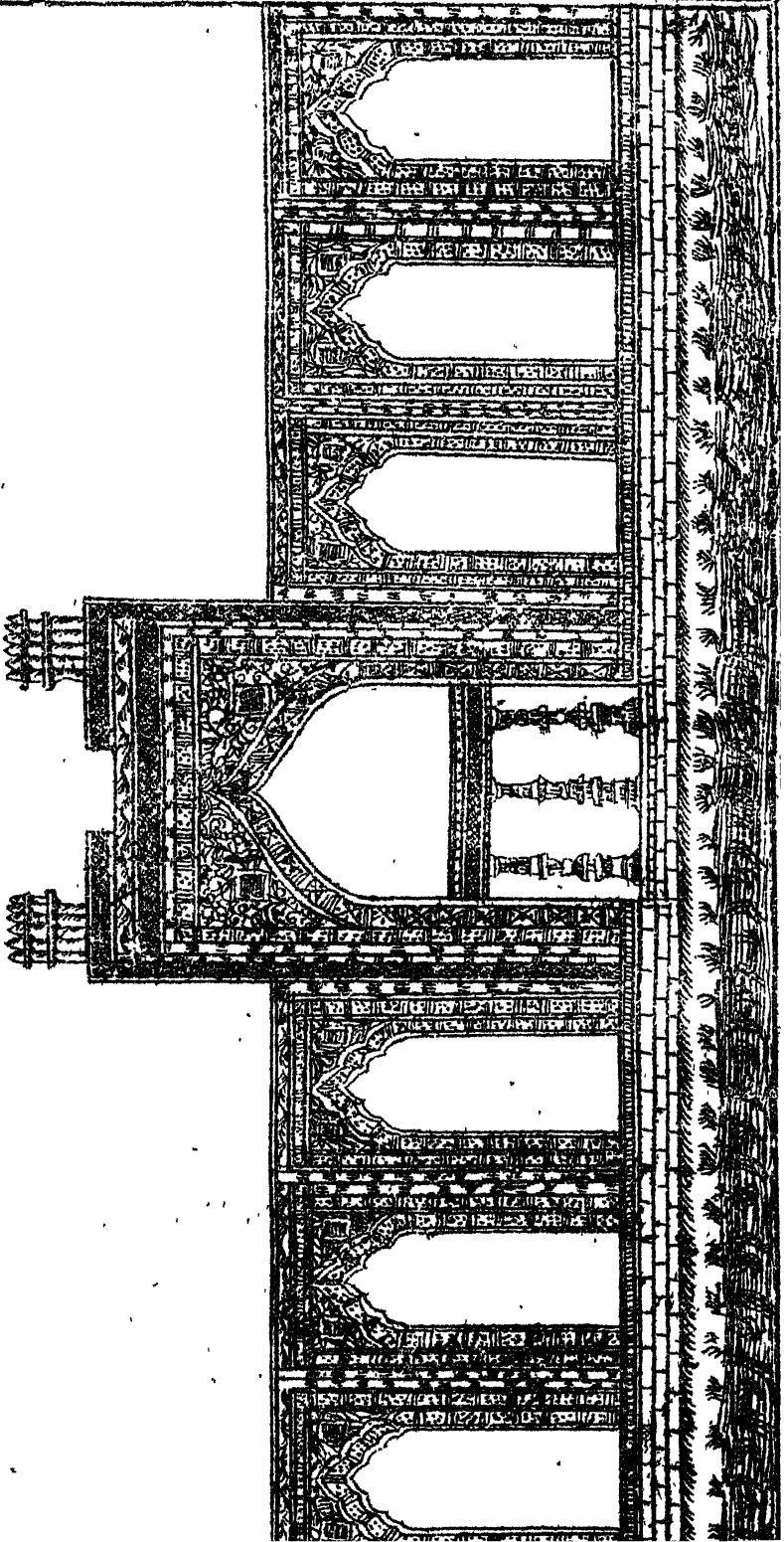
غالباً کثرت استعمال سے اجمیر ہوگیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ بال سنگر دیوکا بھائی جو راجہ رامچندر کے لشکر کا سردار تھا اُس کی عورت ستے لے بہ تارہ نے ایک قلعہ ایلی پربت پر اپنے نام ہی آباد کیا تھا اگرچہ زمانہ کئی لاکھ برس کا گزرا اور جہان تک تحریر کیا جاتا ہے سوا سے مبالغہ کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا مگر اس کی قدامت مین کسی کو کچھ عذر نہین۔ کتاب اخبار الاخیار مین جو ایک مستند کتاب ہے لکھا ہے کہ ہندوستان مین جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ تارہ گڑھ کی دیوار تھی چنانچہ شہر پناہ آج تک بنی ہوئی ہے اور اس کاتب الحروف نے بھی دیکھی ہے

شجرۂ عالیہ چشتیہ

راقم الحروف دعوی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب جس غرض کے واسطے یہ شجرہ ورد کرین گے اللہ پاک اُنکو کامیاب فرمائے گا۔

واسطے مرے خالق تو ذاتِ کبریا کیواسطے — رحم کر مجھپر محمد مصطفے کے واسطے
مین ہوا ہون سخت زار و بند محنت مین اسیر — کھول دے مشکل علی مرتضے کے واسطے
خواجۂ بصری حسن کا نام لاتا ہون شفیع — شیخ عبدالواحدِ اہل لقا کے واسطے
فضل کر مجھپر طفیل خواجۂ ابنِ عیاض — شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے ٹک رحم کر — بہر ہبیرہ بصری صاحب ہدا کے واسطے
خواجۂ ممشاد کی خاطر مرا دل شاد کر — شیخ بواسحاق قطبِ چشتیہ کے واسطے
خواجۂ ابدال احمد بو محمد مقتدا — خواجۂ بو یوسف صاحب ہدا کے واسطے
خواجۂ مودود حق اور خواجۂ حاجی شریف — خواجۂ عثمان اہل اقتدا کے واسطے
والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن — شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے

طریق نماز تہجد و ذکر وظیفہ بعد نماز صبح

طالب مقصود الٰہی کو چاہیے کہ رات کو کھانا شکم سیر ہو کر نہ کھائے اور آخر شب مین

تہجد ادا کرے مراد آخر شب سے یہ ہے کہ جب نصف رات گذر کر ایک حصہ باقی
رہے تو نیند سے اٹھے اور حوائج ضروری سے فراغت کرکے بعد وضو نماز تہجد اس طرح
پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص تین بار بارہ رکعت ساتھ
چھ سلاموں کے اگرچہ نماز تہجد کے مختلف طریق ہیں مگر سب میں آسان یہی طریقہ
ہے بعد ختم نماز گیارہ مرتبہ سورۂ فاتحہ اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص اول و آخر
درود شریف تین تین بار پڑھے اور ثواب اس کا بروح پیران شجرہ بخشے اور
ذکر شروع کرے۔ لامعبود ایک سو ایک مرتبہ اور لامقصود ایک سو ایک مرتبہ
لامحبوب ایک سو ایک مرتبہ اور لاموجود تین سو تین مرتبہ اور الا اللہ دو سو مرتبہ
بکر اسم ذات کی (ہ) کو پیش کے ساتھ کہیں اور اللہ اللہ ہو چار سو مرتبہ اسکو ذکر بارہ
تسبیح کہتے ہیں طریقہ یہ ہے کہ مربع[1] بیٹھے داہنے انگوٹھے اور اسکے پاس کی انگلی سے
رگ کیماس[2] کو مضبوط پکڑے دونوں ہاتھ زانو پر رکھے اس طرح کہ انگلیوں کی
کشادگی سے لفظ اللہ پیدا ہو۔ سر کو قلب[3] کے مقابل لاکر لا الہ کہتے ہوئے داہنے
کندھے تک لاوے اور تصور لامعبود کا کرے یعنے قلب سے اور کندھے تک
یہ خیال لازم ہے کہ کوئی معبود نہیں اور جب الا اللہ کی ضرب قلب پر لگاوے
تو خیال رہے کہ اللہ ہی میرا معبود ہے اسی طرح لامقصود اور لامحبوب اور
لاموجود بھی خیال کرنا چاہیے۔ جب اس سے فراغت ہو جاوے تو دو زانو
بیٹھکر الہ اللہ کی دو سو مرتبہ دمبدم قلب پر ضرب لگاوے پھر اسم ذات اللہ کو ناف[4]
کے مقام سے زور کے ساتھ سر کی طرف کھینچے اور قلب پر اللہ ہو کی ضرب کرے
اس طرح ایک مرتبہ اسم ذات کو قلب سے کھینچے اور اللہ ہو کو ناف پر ضرب کرے
اور ایک مرتبہ ناف سے اٹھاوے قلب پر ضرب لگائے۔

---

۱ جسے پالتی سے بیٹھنا کہتے ہیں۔ ۲ ایک رگ ہے گھٹنے کے نیچے۔
۳ قلب بائیں پستان کے دو انگل نیچے کو واقع ہے۔
۴ اصطلاح صوفیہ میں ناف کو قلب نیلوفری اور دل کو قلب صنوبری کہتے ہیں۔

چار سو چار مرتبہ بعد فراغت ذکر مراقبہ کرے طریقہ یہ ہے کہ حضور قلب کے ساتھ
دو زانو بیٹھے اور نظر باطنی قلب پر جما کر خیال کرے کہ میرے قلب پر اسم شریف
اللہ چہار طرف حلقہ کیے ہوئے ہے اور رنگ قلب کا سنہرا ہے نگہ
پاس انفاس کرتا جاوے طریقہ اُس کا یہ ہے کہ سانس اندر جاوے تو
اسم پاک اللہ کے ساتھ اور جب باہر آوے تو اسم شریف اللہ ہو جاری
ہوتا نماز فجر جب وقت نماز کا آوے تو قبل سنت کے دو رکعت صلواۃ
الاولیا اس طریق سے ادا کرے کہ رکعت اول مین سورۂ فاتحہ سات بار
سورۂ کافرون ایک مرتبہ۔ رکعت دوم مین سورۂ فاتحہ سات بار اور سورۂ
اخلاص ایک بار بعد سلام کے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرے کہ
خداوندا محبت اپنی میرے قلب مین عنایت فرما۔ اُس کے بعد نماز فجر سے
فراغت کرے اور یا ہادی یا رشید ایک سو ایک مرتبہ یا شیخ عبد القادر
جیلانی ایک سو ایک مرتبہ۔ کلمہ تمجید ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر دعا کرے کہ
خدایا میرے قلب کو وسواس شیطانی سے محفوظ رکھ۔ از آن بعد ابیات
شجرہ پڑھکر نماز اشراق ادا کرے طریقہ اُس کا مشہور ہے بعدہ کلام مجید
کلمہ طیبہ جس قدر ممکن ہو پڑھے اور بعد نماز ظہر درود شریف جو خاص سلسلہ
چشتیہ مین رائج ہے ورد کرے۔ وہ درود شریف یہ ہے صلے اللہ علیک یا
محمدؐ وصف اس درود شریف کا احاطۂ تحریر سے باہر ہے بعد نماز عصر لا الہ الا
اللہ الملک الحق المبین لیس کمثلہ شیٔ علے کل شیٔ قدیر ایک سو مرتبہ پڑھکر
مغرب تک مراقبہ کرے بعد نماز مغرب دو رکعت نماز حفظ الایمان پڑھے
رکعت اول مین بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص سات مرتبہ۔ اور رکعت ثانی
مین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ فلق ایک مرتبہ پڑھکر ابیات شجرہ پڑھے اور
ثواب اُس کا بروح پر فتوح پیران شجرہ کے بخشے۔ کلمہ طیبہ جس قدر امکان
مین ہو پڑھے۔ بعد نماز عشا کے سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ اور کلمہ تمجید دس مرتبہ

اور درود شریف ایک سو ایک مرتبہ و لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم ایک سو ایک مرتبہ
اور سورۂ مزمل نو مرتبہ ورد کرے اور سورۂ فاتحہ تمام دن رات مین ایک سو
چالیس مرتبہ ضرور پڑھے و سورۂ لایلاف ایک سو ایک مرتبہ اور سورۂ ارأیت
الذی ایک سو ایک مرتبہ اور سورۂ کوثر ایک سو ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص
ایک سو پچیس مرتبہ اور سورۂ فلق پچہتر مرتبہ اور سورۂ ناس ستر مرتبہ اور یا ودود
ستر مرتبہ اور بعد ادای زکوۃ چہل کاف پندرہ مرتبہ ہر روز وظیفہ کرے اور یسین شریف
ایک مرتبہ بعد ادا سے زکوۃ ورد کرے جب کوئی ضرورت پیش آئے ان ہی
اوراد کے ذریعہ سے اپنی حاجت کو بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع کرے
انشاء اللہ مشکل اسکی آسان ہوگی۔

مناجات خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ حسن سنجری ثمہ اجمیری رحمہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ بزرگی و جباری لا الہ الا اللہ رحیم و غفاری لا الہ
الا اللہ مر الخلق نہ گزاری لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ الٰہی بحرمت و برکت یکصد و
چہاردہ سورۂ قرآن۔ الٰہی بحرمت و برکت شش ہزار شش صد و شش آیہ
قرآن۔ الٰہی بحرمت و برکت ہفتاد و شش ہزار و ہشتاد و شش کلمات قرآن
الٰہی بحرمت و برکت حروف مقطعات قرآن۔ الٰہی بحرمت و برکت سہ صد و بست
و یک لکھ و یک ہزار و شش صد و نود و نہ حروف قرآن۔ الٰہی بحرمت و برکت
نود و نہ نام باری تعالےٰ۔ الٰہی بحرمت و برکت ملائکہ مقربین۔ الٰہی بحرمت و برکت
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الٰہی بحرمت و برکت سادات۔ الٰہی
بحرمت و برکت سہ صد مرد اتقیا۔ الٰہی بحرمت و برکت ہفتاد مرد نجبا الٰہی بحرمت و
برکت چہل مرد ابدال۔ الٰہی بحرمت و برکت ہفت مرد اوتاد۔ الٰہی بحرمت و برکت
یک مرد غوث۔ الٰہی بحرمت و برکت یک مرد قطب۔ الٰہی بحرمت و برکت جمیع علما و فقہا

الٰہی بحرمت برکت زہاد و عباد الٰہی بحرمت و برکت شہداے امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت و برکت جمیع مشائخان طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نامدارنہ ملکا بادشاہا حاجات دینی و دنیوی این بندہ را بنظر قبول در است آر - با جمیع مسلمانان آمین - یارب العالمین سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین - آمین - آمین - یارب العالمین -

نسب نامہ پدری

صاحب سیر الاقطاب و دیگر صاحبان تاریخ نے حضور کا نسب نامہ پدری اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے والد ماجد کا نام نامی و اسم گرامی حضرت سید غیاث الدین احمد تھا سید غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام عرف سید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بن سید امام جعفر صادق علیہ السلام بن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن سید نا و مرشد نا امام ہمام حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب ذی المناقب و المفاخر اسد اللہ الغالب امیر المومنین و امام العالمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ -

نسب نامہ مادری

صاحبان تاریخ نے حضور خواجہ عالم و عالمیان کا شجرۂ مادری اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ حضور کی والدۂ مکرمہ و معظمہ کا نام نامی و اسم گرامی ام الورع بنت حضرت سید داؤد بن حضرت سید عبد اللہ حنبلی بن حضرت سید یحییٰ زاہد بن حضرت سید محمد مورث بن حضرت سید داؤد بن حضرت سید موسیٰ جون بن حضرت سید

عبد اللہ محض بن حضرت سید حسن مثنی بن حضرت امام ہمام امام حسن علیہ السلام
بن حضرت مظہر العجائب والغرائب حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

طریق زیارت قبور

عوام مومنون کی زیارت قبور یون ہے کہ قبلہ کی طرف پشت کرے میت کے
سینہ کی طرف مُنہ کرے ایک بار سورۂ فاتحہ و تین بار قل ہو اللہ اور تین مرتبہ
درود شریف پڑھکر بطفیل حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس کا
ثواب بخشے۔ اور جب گورستان مین آئے یہ الفاظ کہے السلام علیکم یا اہل
القبور۔ خواہ یہ کہے السلام علیکم اہل الدیار من المومنین و المسلمین یغفر اللہ لنا و لکم
و انا انشا اللہ بکم للاحقون اور جو کسی بزرگ و صلحاے کا مزار شریف ہو تو مُنہ اُس کے
سینہ کی طرف کرکے بیٹھے اور اکیس مرتبہ چار ضربون سے یہ کہے سبوح و قدوس
ربنا و رب الملائکۃ و الروح۔ اور تین بار سورۂ انا انزلناہُ پڑھے اور دل کو سب
خطرون سے خالی کرکے اُس بزرگ کے سینے کے سامنے کرے۔ اس طرح اُس
بزرگ کی روح کے برکات اس زیارت کرنے والے کے دل مین پہونچین گے

طریق استمداد

استمداد کا طریق یہ ہے کہ جو بزرگ و اولیاء اللہ مشہور ہین اُن سے اس طرح
استمداد چاہیے کہ سرہانے مزار شریف کے اوپر اُنگلی رکھکر سورۂ بقر مفلحون تک
پڑھے پھر پائتین اُنگلی رکھکر امن الرسول آخر سورہ تک پڑھے اور زبان سے
کہے کہ یا حضرت مین اللہ تعالے سے فلان کام کے واسطے جناب الٰہی مین التجا
کرتا ہون۔ حضور بھی میرے واسطے دعا فرمائین اور شفاعت مین میری مدد کرین۔
پھر رو بقبلہ ہوکے خدا تعالے سے دعا مانگے۔

کرامت نامہ خواجہ غریب نواز

کرامتیں آپ کی بےشمار ہیں۔ انسان کی مجال نہیں کہ جو احاطہ تحریر میں لاوے نقل
ہے کہ ایک روز آپ طواف بیت اللہ میں مشغول تھے کہ ندائے غیب ہوئی کہ
اے معین الدین ہم نے تم کو قبول کیا جو وعدہ تم کرو ہم اُسکو قبول فرمائیں۔ آپ
نے عرض کیا کہ خدایا میرے سلسلے میں جس قدر مرید ہوں اُن کی مغفرت فرما
حکم ہوا کہ قیامت تک جو تمہارے سلسلے میں داخل ہوگا اُس کی مغفرت کی۔
آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور حج سے فراغت کی اور اپنے قیامگاہ پر واپس
تشریف لائے۔ نقل ہے کہ آپ کے باورچی خانے میں اس قدر پخت ہوا
کرتی تھی کہ تمام شہر کے فقرا و مساکین آسودہ ہوکر کھانا کھاتے اور جب خادم
کو خرچ کی ضرورت ہوتی تو وہ خدمت میں عرض کرتا حضور مصلّے کا گوشہ اُٹھاکر
عنایت فرما دیتے۔ نقل ہے کہ حضور کی خدمت فیضدرجت میں جو شخص
تین دن حاضر ہوتا ولی کامل یا مومن صادق ہو جاتا۔ ایک شخص نہایت فاسق
فاجر حضور عالی کی یہ کرامت سن کر حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کو توبہ کراکر مشرف
بہ بیعت فرمایا وہ شخص تین دن میں خاصان خدا سے ہوگیا۔ غزل۔

پھرے زمانے میں چار جانب نگار یکتا تمھیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے ولیک تم سا تمھیں کو دیکھا
اگرچہ اس گلشن جہاں میں ہزاروں گل ہیں برنگ دیگر
مگر یہ خوشبوے روح پرور صدا مہکتا تمھیں کو دیکھا
فلک پہ ہیں مہر و ماہ روشن زمیں پہ ہیں شاہدان پرفن
مگر یہ نازو ادائے شیریں عنبر زلہا تمھیں کو دیکھا
حبیب محبوب خاص یزدان جمیل مقبول فخر خوبان
وہ جن کو کہتے ہیں جان جانان تمھیں کو دیکھا تمھیں کو دیکھا

زمین پہ اجسام ہیں کے مفتون فلک پہ اجرام جنکے شیدا
بشر اس انداز و اس ادا کا معین کو دیکھا معین کو دیکھا

نقل ہے۔ ایک روز جناب خواجہ صاحب کا گذر ایک بت خانے میں
ہوا۔ وہاں سات نفر متمول بیٹھے ہوئے تھے جب حضور پر ان لوگوں کی
نظر پڑی فوراً قدموں پر گر کے مسلمان ہوگئے نقل ہے حضور کے دوران
قیام اجمیر میں جو حاجی بیت اللہ شریف سے واپس آتے وہ بیان کرتے
کہ ہم نے حضور خواجہ صاحب کو بیت اللہ شریف میں دیکھا۔ حضور
کے خدام کہتے کہ خواجہ صاحب نے ایک دن بھی اجمیر سے باہر قدم
نہیں نکالا۔ بعد تھوڑے عرصے کے معلوم ہوا کہ حضور روزانہ بیت اللہ
شریف کے طواف کو تشریف لے جایا کرتے ہیں۔ نقل ہے۔ جناب
خواجہ عالم و عالمیان نے دو مرتبہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی
شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ بار اول
حضرت سرکار غوثیہ نے فرمایا کہ یہ حضرت مقتدائے مشائخان عظام
و مشاہیر اولیائے کرام سے ہوگئیں۔ اور بار دوم کوہ جودی پر ملاقات ہوئی
تو حضور خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت کچھ نکات تصوف
کے ارشاد فرمائیے۔ سرکار غوثیہ نے فرمایا کہ اس بیان کے واسطے
تخلیہ کی ضرورت ہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ مجکو تخلیہ میں دو سبب
مانع ہیں۔ اول یہ کہ اگر حضرت پیر و مرشد کو اطلاع ہوگئی تو شاید حضور کو
کچھ اور خیال ہو۔ اور دوم یہ کہ یہ جماعت دو حال سے خالی نہیں یا محرم
راز ہیں یا نا محرم۔ اگر محرم ہیں تو محرم سے پردہ کیا اور اگر نا محرم ہیں تو وہ اس
نعمت سے بہرہ یاب ہو جائیں گے۔ سرکار غوثیہ نے اس جواب پر
سکوت فرمایا بعدہٗ خواجہ بزرگ نے ایک حجرہ اس مقام پر تعمیر کرایا
اور چندے وہاں قیام پذیر رہے۔ چنانچہ وہ حجرہ اب تک وہاں موجود

اور زیارت گاہ خلایق ہے۔ نقل ہے بغداد شریف مین سات شخص نصرانی
بیٹھے ریاضت و مجاہدی کیا کرتے تھے۔ اور بعد گزرنے چھ ماہ کے ایک
نوالہ روٹی کھاتے۔ لوگ اُن کے بہت معتقد تھے۔ اور یہ اشخاص آیندہ
کی خبرین بیان کیا کرتے تھے۔ ایک روز ان لوگون کا گزر حضور خواجہ صاحب
کی خدمت مین ہوا۔ آنجناب نے جیسے ہی اُن کی طرف ملاحظہ فرمایا فوراً
ہیبت حق ان حضرات پر طاری ہوئی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ
سواے خداے عزوجل کے آگ کی پرستش کیون کرتے ہو؟ ان لوگون
نے جواب مین عرض کیا کہ قیامت مین شائد ہم کو آگ سے کام پڑے
تو یہ ہماری حرمت کا خیال کرے گی۔ حضور نے فرمایا کہ تم لوگ اگر خداے
تعالے کی عبادت کرو تو بھی آگ تم پر کارگر نہ ہوگی۔ اور اگر خداوند عالم
کی عبادت سے تم کو پرہیز ہوگا تو ضرور تم کو آگ سے نقصان ہوگا۔ اُنھون
نے کہا کہ اگر حضور پر آگ کچھ اثر نہ کرے تب ہم کو یقین آئے۔ آپ نے فرمایا
کہ میان ہم تو کہین ہین۔ ہماری پاپوش کو بھی آگ نہین جلا سکتی۔ یہ فرما کر
آنجناب نے پاپوش شریف آگ مین ڈال دی۔ تھوڑی دیر کے بعد
جب خادمون نے نعلین مبارک آگ سے نکالی تو کہین دھبہ تک
نہین آیا تھا۔ پس وہ لوگ حضور کی یہ کرامت دیکھ کر مشرف بہ اسلام
ہوئے۔ بعد حصول دولت اسلام حضور نے ان لوگون کو زمرۂ مریدان مین
داخل فرما کر واصل بحق فرمایا۔ نقل ہے سردار دوجہان آقاے نامدار
معین الملت والدین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری
رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک قرآن ختم فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آپ ختم فرماتے
ہاتف غیب ندا کرتا کہ اے معین الدین تمہارا قرآن ختم کرنا ہم نے
قبول فرمایا۔ نقل ہے کہ حضور خواجۂ عالم و عالمیان حضرت خواجہ حسن سنجری
ثم اجمیری نے ستر برس تک رات کو آرام نہین فرمایا۔ کبھی پہلو سے مبارک

زمین سے مس نہیں ہوا۔ حضور ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ اور چشم مبارک ہمیشہ بند
رہا کرتی تھی۔ جب حضور چشم مبارک مراقبہ سے کھولتے اور جس پر نظر اٹھتی وہ
ولی کامل ہو جاتا۔ اور اگر نظر آپ کی کسی فاسق یا فاجر پر پڑ جاتی فوراً وہ شخص
توبہ کرتا اور مومن کامل ہو جاتا۔ نقل[۹] ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیس سال حضور کی خدمت فیضدرجت میں
رہا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور نے کسی شخص پر غصہ فرمایا لیکن ایک
مرتبہ حضور کا گزر ایک محلے میں ہوا آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص
مسمے بہ شیخ علی کہ کسی کے مقروض تھے اور قرضخواہ بہ سختی اُن سے متقاضی
تھا۔ حضور خواجہ صاحب نے جب اُس شخص کو اس طرح تقاضا کرتے
دیکھا تو خود بہ نفس نفیس اُس شخص کے پاس تشریف لے گئے اور اُسکو
فہمائش کی کہ تم اس شخص کو چھوڑ دو یہ تمہارا قرضہ ادا کر دے گا۔ مگر قرضخواہ
نے نہ مانا۔ اُس وقت حضور کو اس کی یہ گستاخی بہت ناگوار ہوئی۔ فوراً
آپ نے ردائے مبارک دوش سے اُتار کے زمین میں رکھدی اور فرمایا
کہ جس قدر تمہارا قرض ہے اس کے اندر سے لو۔ مگر اپنے حق سے زیادہ
نہ لینا۔ اُس شخص کی نیت میں کچھ فرق واقع ہوا۔ بقدرت خدا ہاتھ اُس کے
سوکھ گئے۔ تب جناب خواجہ صاحب سے معافی کا خواستگار ہوا۔ حضور
نے اُس کا قصور معاف فرمایا اور دعا کی حضور عالی کی دعا کی برکت سے
اللہ پاک نے اُس کو صحت عنایت فرمائی۔ نقل[۱۰] ہے کہ ایک شخص حضور کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بظاہر بہت خلوص سے پیش آیا۔ مگر بغل میں
ایک چھری حضور کی ہلاکت کے واسطے پوشیدہ رکھے ہوئے تھا۔ حضور
بار بار اُس کی طرف ملاخطہ فرماتے اور مسکراتے تھے۔ آخرش حضور نے
اُس سے فرمایا کہ جو شخص فقیروں کے پاس جاتا ہے تو اُس کے دو ارادے
اُس فقیر کی طرف ضرور ہوتے ہیں یا ارادہ نیک اور یا ارادہ بد۔ لہذا تم

کس ارادے سے مین آئے ہو ارادۂ بد سے یا ارادۂ نیک سے - یہ کلمات
حضور عالی کے سُنکر وہ شخص اپنی جگہ سے اُٹھا اور حضور کے قدمون پر
گر پڑا - آنجناب نے نہایت شفقت سے اُس کی خطا معاف فرمائی
اور زمرۂ مریدان مین داخل فرمایا - اللہ تبارک وتعالے نے اُس کا خاتمہ
بخیر کیا - کیونکہ اُس شخص نے اپنی حیات مین پنتالیس حج ادا کیے نقل
ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سرکار غوثیہ نے خواجۂ خواجگان سلطان الہند
عطائے رسول حضرت خواجہ محمد حسن سنجری ثم اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت
فرمائی - جناب خواجہ بزرگ نے کہا کہ چونکہ مین خاندان چشتیہ سے ہون
اگر آنجناب پوری دعوت فرمائین تو فقیر کو کچھ عذر نہین - اگر آنجناب کو
دعوت سماع مین کچھ تکلف ہو تو فقیر کو بھی خالی دعوت مین عذر ہے -
حضرت سرکار غوثیہ کو جناب خواجہ صاحب کی خوشی زیادہ مد نظر تھی فرمایا کہ
ہمارے طریقے مین سماع نہین ہے مگر تمھاری خاطر سے اُس کا بھی بندوبست
کر دیا جائے گا - غرضکہ ایک طرف دعوت طعام اور دوسری طرف دعوت
سماع کا انتظام شروع ہوا - جناب سرکار غوثیہ نے محفل آراستہ کی جس قدر
اولیاء اللہ وہان موجود تھے سب کو علی قدر مراتب بٹھا کر آپ نے ایک
خادم کو ردائے مبارک عنایت کر کے حکم فرمایا کہ جب مین حجرے
سے باہر چلا جاؤن تو ہماری چادر کو زمین مین رکھ کر دروازہ بند کر دینا
چنانچہ حسب ارشاد سرکار غوثیہ کے خادم نے تعمیل کی - جیسے ہی خادم
نے دروازہ بند کیا صدہا قسم کے راگ اُس چادر سے پیدا ہوئے اور
محفل سماع ایسی گرم ہوئی کہ شاید اور کبھی ایسی محفل نہ ہوئی ہو - جناب
خواجہ علیہ الرحمہ کو اس قدر کیفیت ہوئی کہ جس کی طرف چشم مبارک
حضور کی اُٹھ جاتی وہ فوراً بے ہوش ہو جاتا یا از خود رفتہ ہو کر وجد
کرنے لگتا - غرضکہ تھوڑے عرصے مین اس قدر شور وغوغا ہوا کہ بہت سے

حضرات زخمی اور بعض واصل بحق ہو گئے۔ قبلۂ دو جہان دستگیر درماندگان حضرت شیخ ابی محمد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ عصائے مبارک زمین پر لگائے ہوئے اس قدر زور فرماتے تھے کہ رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوا جاتا تھا۔ جب محفل برخاست ہوئی تو مریدان خاص سے کسی نے حضور سے عرض کیا کہ حضور قریب محفل تو استادہ تھے محفل مین کیون تشریف فرمانہ ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ جب محفل سماع شروع ہوئی اور خواجہ صاحب کو کیفیت ہوئی تو مین اپنی لکڑی سے زمین کو دابے رہا تھا کہ مبادا زلزلہ آجائے اور بندگان خدا کے جان و مال کا نقصان ہو۔ اُس وقت تمام زمین و آسمان شجر و حجر کانپ رہے تھے۔ اور صدا الامان کی جاری تھی۔ اگر مین بھی محفل مین شریک ہوتا تو سخت نقصان کا اندیشہ تھا۔ غزل۔

سلطان جہان ولیون کے ولی یا خواجہ معین الدین ولی
مقبول خدا اولادِ علی یا خواجہ معین الدین ولی

ہے نقش حفاظت نام ترا تعویذ یہ مجھکو خوب ملا
واللہ یہی ہے نادِ علی یا خواجہ معین الدین ولی

یا نوح کرم چشتی لقبی دو پار لگا کشتی کو مری
طوفان بلا مین ڈوب چلی یا خواجہ معین الدین ولی

اے بادِ نسیم فیض و عطا اس غنچۂ دل کو میرے کھلا
یہ شاخ کبھی پھولی نہ پھلی یا خواجہ معین الدین ولی

تم سروِ ریاض عز و شرف تم قمری باغِ شاہ نجف
تم رنگ بہار لم یزلی یا خواجہ معین الدین ولی

اے ابر کرم دریائے عطا صدقے سے ترے ہو میری دعا
مقبول جنابِ لم یزلی یا خواجہ معین الدین ولی

نقل ہے ایک روز حضرت خواجۂ عالم و عالمیان بہمراہی جناب شیخ

شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ علیہ کسی مقام پر رونق افروز تھے۔ ایک لڑکا خوردسال تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے حضور کے سامنے سے نکلا آپ نے اُس لڑکے کو اپنے سامنے طلب فرمایا۔ جب وہ لڑکا سامنے حاضر ہوا تو آنجناب نے اُس کا نام دریافت کیا۔ اُس نے عرض کی کہ غلام کو شہاب الدین کہتے ہین۔ حضور نے جواب مین فرمایا کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ بعد تھوڑے عرصے کے وہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوا۔

غزل۔

در سے ہم در دولت پہ صدا دیتے ہین
آج دیکھون مرے مولا مجھے کیا دیتے ہین

نہ سہی بخت مین کچھ میرے مگر یا خواجہ
آپ بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتے ہین

چٹکیاں لیتی ہے رہ رہ کے جگر مین یادِ
نالۂ دل مرے رُک رُک کے قرا دیتے ہین

اپنے بندونکو بنا دیتے ہین مرے مولا
شان یون بندہ نوازی کی دکھا دیتے ہین

مرے خواجہ ترے قربان مین پکارون کب تک
مُنہ سے فریاد خدا کے لیے ہان دیتے ہین

رحم کر رحم حسین ابن علی کا صدقہ
ترے محتاج ترے در پہ صدا دیتے ہین

غزلیات در مدح حضرت غریب نواز خواجہ محمد حسن سنجری ثمہ اجمیری

لکھون کیا جلوۂ زیبا معین الدین چشتی کا
نبی کا جلوہ ہے جلوہ معین الدین چشتی کا

وہ گویا دیکھ آئے ہین مزار سرورِ عالم
جنھون نے دیکھا ہو روضہ معین الدین چشتی کا

محبت ہو مرے دل مین معین الدین چشتی کی
زبان پر ہے مرے کلمہ معین الدین چشتی کا

ہزارون مشکلین آسان ہو جائینگی اک دم مین
زبان سے نام جو لیگا معین الدین چشتی کا

رہین حامی مرے غوث الورا خواجہ رہین ہمسر
رہے سر پر مرے سایہ معین الدین چشتی کا

محبت ہو تو ہو دل مین معین الدین چشتی کی
زبان پر ہو تو ہو کلمہ معین الدین چشتی کا

کوئی کچھ ہی کہے لیکن غلام خاص ہے خادم
معین الدین چشتی کا معین الدین چشتی کا

دیگر

سردار اہل عرفان سرتاج ہر ولی کا — کیا شان ہے علی کی کیا مرتبہ علی کا
جاری ہے بحر عرفان شاہ نجف کے در پر — پینا ہو جس کو پی لے یہ جام بیخودی کا
مومن ہو خواہ کافر عالم ہو خواہ زاہد — مولا ہے وہ سبھی کا یہ قول ہے نبی کا
آزاد ہو گئے ہیں وہ قید دو جہان سے — روز ازل سے پیالہ جو پی چکے علی کا

بیباک مٹ نہ جائے کیوں عشق پاک تم پر
سیرت ہے یہ نبی کی انداز ہے علی کا

دیگر

اے شہنشاہ حقیقت تاجدار لامکان — واقف انی انا اللہ در عیان و در نہان
اے ظہور کنت کنزا لی معلے شان تو — یا معین الدین چشتی خواجۂ کل خواجگان
اے حبیب ذات مطلق نور جان مصطفےٰ — در ولایت چون علی حسنین ثانی در جہان
مالک اربعہ عناصر مظہر این ہر چہار — قطب دین گنج شکر صابر نظام الدین ان
کس نرفتہ از درت محروم سائل اے کریم — تا کہ مصداقت فلا تنہر ز قران شد عیان

ضامن مسکین سگ درگاہ میدارد امید
الغیاث اے قبلہ گاہ عاجزان بیکسان

دیگر

بہار باغ سبحانی گل تر شاخ صمدانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
سعادت اہل اسلامی تو احیاء مسلمانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
تو بر اسرار دل واقف حقیقت جان تو میدانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
ز مہرت میشود ہر ذرہ چون خورشید نورانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
توئی مقبول ربانی توئی منظور سبحانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
تو شاہ ملک ایمانی تو ماہ چرخ العرفانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
تو ماہ سنجری شاہا تو مہر ملک جیلانی — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی

منم بندہ تو آقائی منم جیا کر تو سلطانی
معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی

غنی این مصرع برخوانی مکن طے سبحہ گردانی
معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی

دیگر

نسبے عز و جلال بوتراب فخر انسانی
علی مرتضے امشکل کشائی شیر یزدانی
ولی حق وصی مصطفے دریاے فیضانی
امام دو جہانی قبلۂ دینی و ایمانی
امیر کشور فقرے شہ اقلیم عرفانی
خدا گوے خدا بینی خدا دانی خدا شانی
انیس محفل انسی جلیس مجلس قدسی
سرور جان خاصانی نشاط روح پاکانی
مہ ظلمت کشاے شعل تاریکی عالم
سراپا جلوۂ نور تماشی ماہ تابانی
پیمبر بر سر منبر نشست و خواند مولایش
کہ تا مولا نیش را باشد اندر خلق برہانی

نیار اندر قیامت بیسر و سامان نخواہی شد
کہ از حب تولاے علی داری تو سامانی

دیگر

تمہاری زلف سے ہے سلسلہ غریب نواز
اسیر دام محبت ہوں یا غریب نواز
معین دین نبی دستگیر محتاجان
غریب پرور و مشکل کشا غریب نواز
نہ چین ہو خلد رضوان میں آئیگا مجکو
جو یاد آئیگا کوچہ ترا غریب نواز
کرم کا آپ کے امیدوار آیا ہوں
ادھر بھی اک نظر لطف یا غریب نواز
سخی و ابن سخی و ولی و ابن ولی
ظہور سلسلہ چشت یا غریب نواز
مبارک آپ کو الفقر و فخری کا جامہ
امیر ہند شہ اولیا غریب نواز
کھڑے ہیں طالب دیدار سیکڑوں در پر
نقاب عارض روشن اٹھا غریب نواز
معین مرشد و پیر و امام و راہ نما
کفیل حاجت شاہ و گدا غریب نواز

مرا ہوں یا کہ بھلا صورت نثار حسنین
ترا غلام ہوا ہوں میں یا غریب نواز

مختصر حالات بازار روبروے درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز

یہ بازار محمد اکبر بادشاہ دہلی نے بصرف زر کثیر بنوایا ہے ہر دو جانب پختہ
دوکانین ہین اور مختلف قسم کے دوکاندار آباد ہین مثلاً گلفروش۔ کتاب فروش
جس زمانے مین اکبر شاہ یہان حاضر ہوا تو یہ بازار مینا بازار کے نام سے تیار ہوا
دوکاندار نہایت درجہ کی حسین عورتین تھین بیگمات وغیرہ سودے خریدنے آیا
کرتی تھین اُسوقت کی رونق تو اپنا آپ ہی نظیر ہوگی۔ مگر اسوقت بھی تمام شہر
کے بازارون سے اس بازار مین زیادہ رونق ہے اور قبل سے عمارت مین
بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ اس بازار کی تعمیر کو تین سو چھتیس برس گزرے۔ یہ
نقشہ مزار مبارک کے شمالی رُخ کا ہے۔ نصف بازار اور نقارخانہ
و بلند دروازہ و بہار وغیرہ دکھایا گیا ہے۔

مختصر حالات جامع مسجد جو اندرون رقبہ مزار مبارک واقع ہے

اودے پور کی فتح کے بعد شاہ جہان جب اجمیر شریف مین حضور خواجہ عالم و
عالمیان کے مزار مبارک کی زیارت کو حاضر ہوا تو یہ مسجد تعمیر کرائی چونکہ اسوقت تک
کوئی مسجد اندرون احاطہ روضۂ منورہ نہ تھی اسواسطے بادشاہ کو خیال ہوا کہ یہان
مسجد بنوانا چاہیے۔ چنانچہ بادشاہ نے جب لاہور مین جلوس شاہی کیا تو
مسجد کا بھی سلسلۂ تعمیر شروع ہوا حضرت عبدالرحمن چشتیؒ اپنی کتاب مراۃ الاسرار مین تحریر
فرماتے ہین کہ یہ مسجد ۱۴ برس مین تیار ہوئی اُسکی لاگت کا اندازہ دو لاکھ چالیس ہزار
روپیہ ہے۔ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کچھ عرصہ کیواسطے ملتوی کردی گئی کیونکہ ۱۴ برس کا
زمانہ اسکی تعمیر کو بہت ہے ضرور دوران تعمیر مین تعمیر بند کردی گئی ہوگی۔ اسی مسجد کا
طول ۹۷ گز اور عرض ۲۷ گز اور صحن ۹۹ گز شرعی ہے۔ اور شرعی گز متوسط
درمیانہ قد کے آدمی کے ۴۴ انگشت کا ہوتا ہے اس مسجد مین پانچ دروازے
دالانے ہے تین جانب شرق و جانب شمال ایک جانب جنوب ایک محراب مین سنگ مرمر کیسیان ہے

نقشہ مسجد شاہجہانی جو اندرون رقبہ مزار مبارک بکھر واقع ہے متعلقہ مضمون صفحہ ۴۳-

نقشہ بلند دروازہ پیش درگاہ بازار حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ متعلقہ مضمون صفحہ ۴۳ -
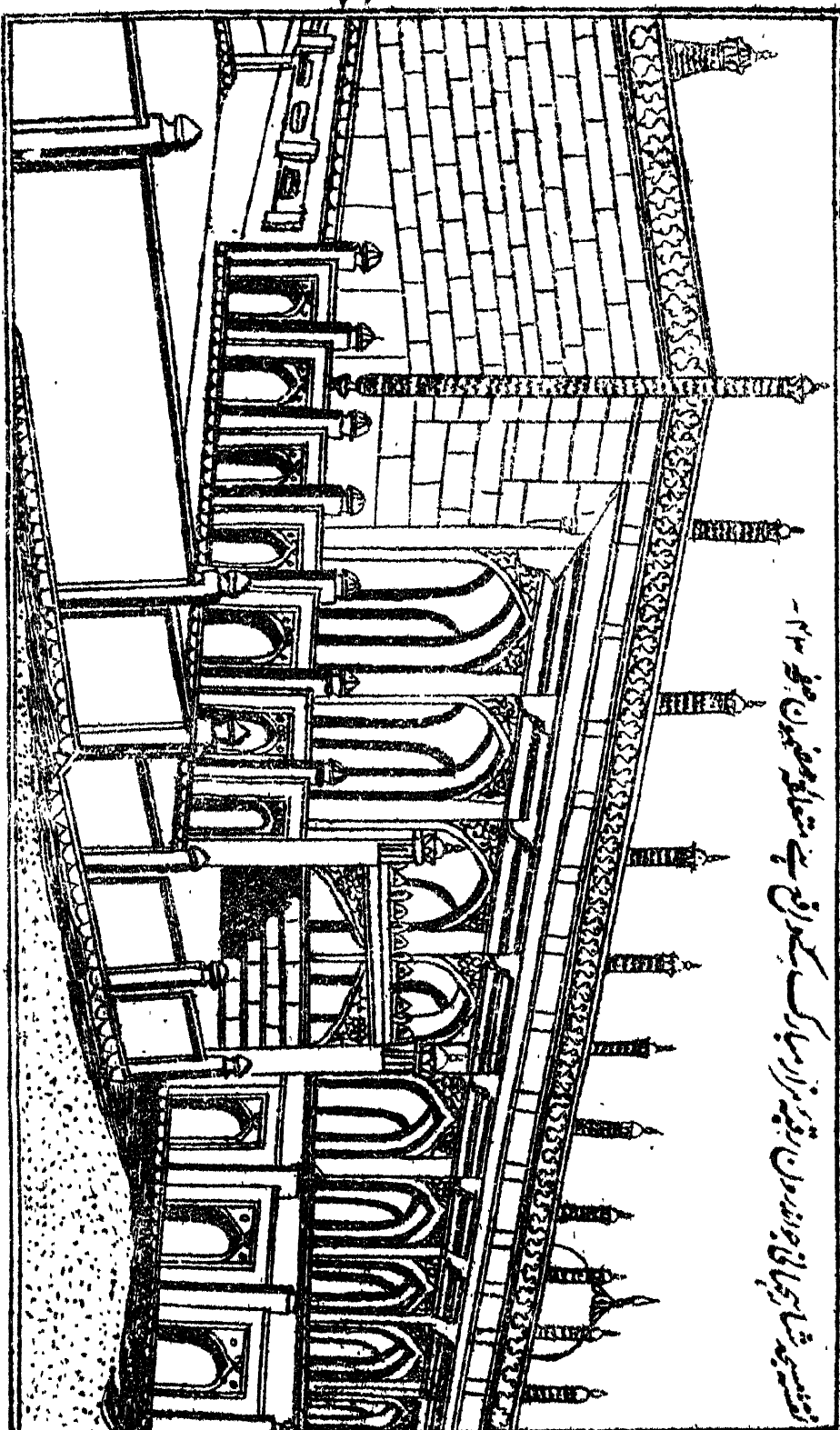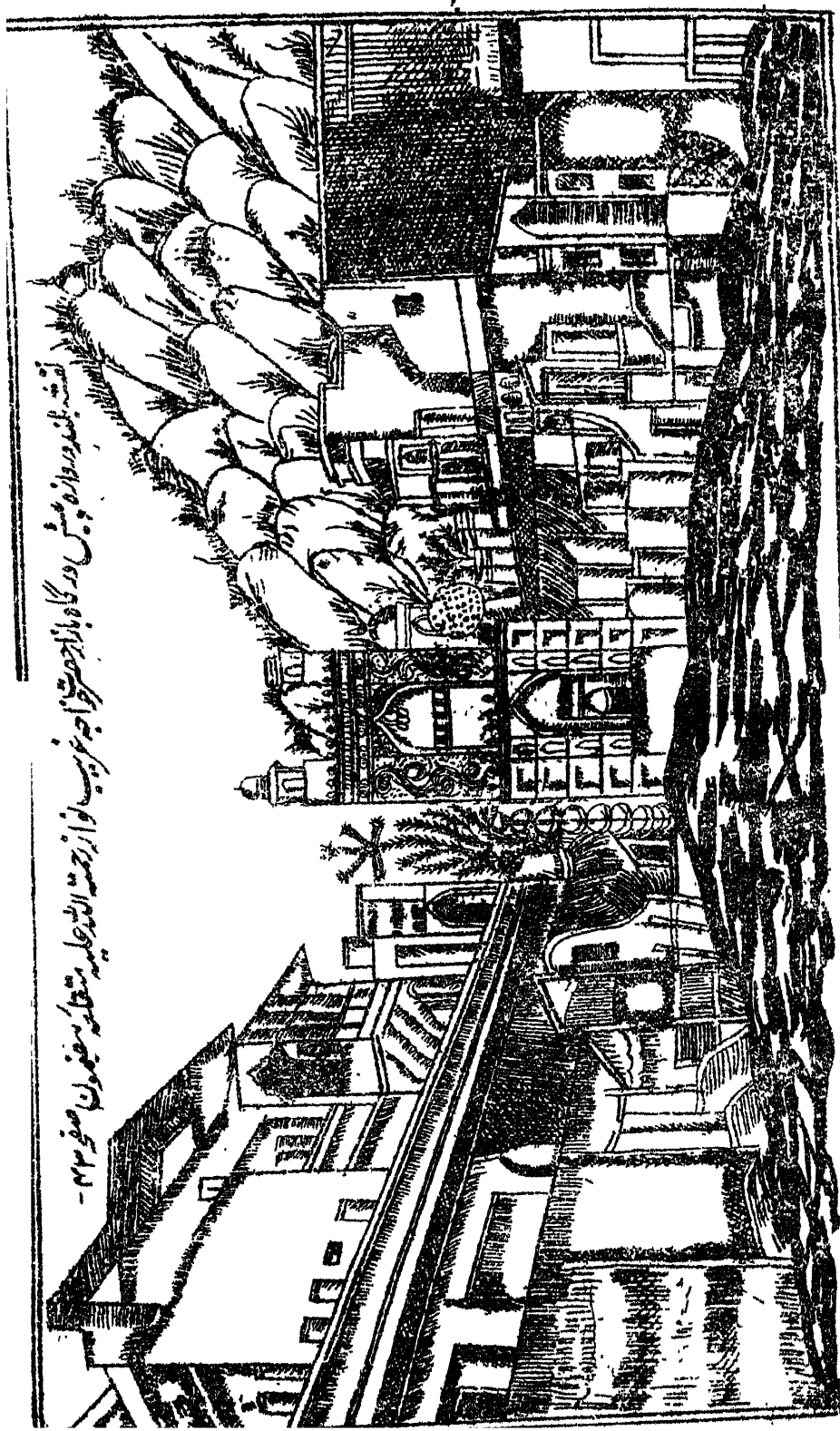
تقریظ رشحۂ قلم جناب منشی ہرد یال صاحب نثار شاگرد حضرت خواجہ آتشؔ مرحوم نور اللہ مرقدہٗ

ہر گز نہ قصۂ قیس کا فرہاد کا سنو
تازہ فسانہ اس دل ناشاد کا سنو

بحمد اللہ کہ اس علمی دنیا مین اساتذہ نے بڑی ترقیان زباندانی اور سحر بیانی حاصل کی ہین۔ صفحہ ہستی پر اپنے نام کے قیامت تک قائم رہنے کے مستحق ہوگئے۔ بڑے بڑے کمال والے زباندان ناظم نثار گزرے جن کی زباندانی کے ڈنکے شرق سے غرب تک بج گئے۔ اب تک اُن مقدس لوگون کے نام علم دوست قدر دانون کی سوسائٹی مین واجب التعظیم ہین۔ حالانکہ حالی سکے ناول نگار گواُن کی زبانون کو اپنی خود رو کمیٹی مین پسند نہ کرین

چھپے ہے کہین خاک ڈالے سے چاند

فسانہ عجائب سا عجائب فسانہ سرور سا نثار اپنے فن کا یگانہ اُس پر الزام ہے کہ اگلی زبان ہے یعنے مہمل ہے۔ جب فقرات مسجع ومقفہ کی ترکیب کو نہ سمجھے تو فرماتے ہین کہ اُردو کیا اور اُردو کی ترکیب کیا یعنے مبتدا وخبر فعل فاعل مفعول جملہ فعلیہ وخبریہ وشرطیہ وغیرہ وغیرہ کیا چیز ہے۔ اُردو مین اس کا کیا کام ہے۔ کوئی چیز نہین۔ سبحان اللہ۔

خیر اس قصّے سے ہمکو کیا واسطہ۔ بالفعل ہمارے شفیق علم دوست عبد الرشید صاحب نے تھوڑی عمر مین ہمہ صفت موصوف ہونے کا مادہ پیدا کیا۔ طبیعت منصف موزون پائی ہے اور میل خاطر سمت تصوف کما ینبغی ہے۔ چنانچہ سوانح عمری خواجۂ بزرگ اس رسالے کو کہیے تو بجا ہے۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے تحقیق مالا کلام زبان عام فہم سلیس مین لکھکر شائع کیا ہے۔ وابستگان دامن چشتیہ پر احسان عظیم کرکے دریا کیا بلکہ سمندر کو کوزے مین بند کیا ہے ملاحظہ (تحفہ خواجہ) سے میرے قول کی صداقت پیدا ہے

ایسا نہین کہ کوئی طالب دامن کرامت چشتیہ سے بہرہ مند و کامیاب نہو اور
اور اس کا اجر میرزا الموصوف کو نہ پہونچے غیر ممکن ہے۔ اگر یہ گنہگار نثار تشریح
و توضیح رسالہ کرے تو دوسرا رسالہ کا حجم تیار ہو جاوے۔ مین امید کرتا ہون
بلکہ یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہے کہ یہ رسالہ ہاتھون ہاتھ فروخت ہو جاویگا
اور دوبارہ شائع ہونے کی نوبت آئیگی۔ قدر دانان تصوف اپنا مراد مستقیم
سمجھکر خود نفع اٹھائین گے۔ ع

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را

اب مین اس فقرہ دعائیہ پر ختم تقریظ کرتا ہون کہ اللہ پاک بفیض روح پاک
حضرت خواجہ غریب نواز قطب ہندوستان سے مقاصد دینی و دنیوی و ترقی
مراتب ظاہری و باطنی سے میرزا صاحب موصوف کو کامیاب فرمائے۔
آمین ثم آمین
گنہگار ہردیال نثار

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی ہردیال صاحب نثار لکھنوی

مرحبا اے منشی عبدالرشید — واہ کیا کہنا ہے احمد میرزا
اس رسالے کی ہے تاریخ اے نثار — تحفۂ خواجہ ادیب حق نما

۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی کنھولال صاحب تائب سرفرازی یافتہ حضور نظام دکن ڈپٹی بہادر

کیون نہ اسکو پڑھکے غش ہون اہل دل — سر روایت اس کی ہے معجز نما
مصرعۂ تاریخ تائب فی البدیہہ — لکھ مقدس تحفۂ خواجہ ہوا

۱۳۲۴ھ

مختصر فہرست دوکان احمد مرزا تاجر کتب چوک لکھنؤ

ناظرین! عاجز کے کتب خانے میں ہر علم و فن کی کتابوں کا ذخیرہ بغرض تجارت کے موجود ہے لکھنؤ، کانپور، دہلی، بمبئی، لاہور کی مطبوعہ کتب بکفایت دستیاب ہو سکتی ہیں علاوہ اسکے ہمارے ذریعہ سے ہر قسم کا مال ساخت لکھنؤ مثل چکن کامدانی وتمباکو خوردنی وکشیدنی بھی بکفایت روانہ کیا جاتا ہے اور عاجز کی معرفت ہر علم و فن کی کتاب نہایت صحت اور عمدگی کے ساتھ طبع ہو سکتی ہے جس کا معاملہ بذریعہ خط و کتابت کے طے ہو سکتا ہے۔ المشتہر احمد مرزا تاجر کتب چوک لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف نظامی	ے ر	قاعدہ دوجزء	ا ر	مشارق الانوار	عہ ۸	جہرۃ الفقہ	ا ر
،، نقل نظامی	عہ ۲	وظائف پنجسورہ	ا ر	شرح وقایہ اردو	عہ ۸	مجموعہ فتاوی مولوی	
،، ،، سطری	۱۰ ر	ہفت سورہ مترجم	۱ ر	مالابد اردو	۳ ر	عبد الحی صاحب	۱۰ عہ
قرآن شریف مترجم ترجمہ		تفسیر حسینی اردو	للعہ	تحفۃ العجم ترجمہ کنز	۱۲ ر	تحفۃ الزوجین	۳ ر
ڈپٹی نذیر احمد صاحب	سے ر	تفسیر تبارک الذی		مصباح الصلوۃ	۷ ر	تمیز الکلام	ا ر
،، خو. کشوری	عہ ر	اردو	عہ ۳	راہ نجات	ا ر	تجہیز وتکفین	ا ر
حمائل شریف بمبئی		تفسیر پارہ عم اردو	۱۴ ر	حقیقۃ الصلوۃ	ا ر	خلاصۃ المسائل	۴ ر
قرآن مجلد	عہ ر	تفسیر سورہ یوسف نظم	۶ ر	نصیحت المسلمین	ا ر	تنبیہ الغافلین	۷ ر
حمائل شریف بمبئی مجلد	عہ ۶	تفسیر مرادیہ	۱۳ ر	شفاء المسلمین	۳ ر	تحریم النسا	۲ ر
جواہر التفاسیر اردو	عہ ۵	مظاہر حق اردو	عہ	مفتاح الجنت	۴ ر	رانڈ کی شادی	۳ ر
پارہ عم تا لایحب اللہ		ہبات ابن حجر	۴ ر	در مختار اردو	ص	ہزار مسئلہ	۲ ر
فی پارہ	ا ر	زدواج ہندی	۴ ر	خلاصۃ الفقہ	۱۰ ر	صبح کا ستارہ	۳ ر
پارہ عم مترجم	۲ ر	تذکرۃ الخلفا اردو	عہ ر	شرح محمدی	۳ ر	فضائل شہور صیام	۲ ر

احمد مرزا تاجر کتب و منیجر ایجنٹ چوک لکھنؤ